1442

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،30۔دسمبر2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سوالات

(محکمہ سروسز جنرل اینڈایڈمنسٹریشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن2011(مسودہ قانون نمبر51بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن2011،جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے خدمات وانتظام عمومی نےاس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)پنجاب پبلک سروس کمیشن 2011منظور کیاجائے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹرگاڑیاں2011(مسودہ قانون نمبر48بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹرگاڑیاں2011،جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ نےاس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2011منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر43بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے زراعت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی کرم کش ادویات پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

1443

4۔ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز)پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011 (مسودہ قانون نمبر38بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز)پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(سٹینڈنگ آرڈرز)پنجاب انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ 2011منظور کیا جائے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ ، پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر39بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب 2011، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)میٹرنٹی بینیفٹ، پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

6۔ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن، پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر40بابت2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن، پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(ایجوکیشن)ورکرز چلڈرن، پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

7۔ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب 2011(مسودہ قانون نمبر42بابت 2011)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب 2011، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)(خاتمہ)نظام جبری مشقت پنجاب 2011منظور کیا جائے۔

1444

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 30۔دسمبر 2011

(یوم الجمع، 4۔صفر المظفر 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 بج کر 52 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿٢﴾ خَافِضَةٌ
رَّافِعَةٌ ﴿٣﴾ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ﴿٤﴾ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ
بَسًّا ﴿٥﴾ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنبَثًّا ﴿٦﴾ وَكُنتُمْ أَزْوَاجًا
ثَلَاثَةً ﴿٧﴾ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ﴿٨﴾
وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ﴿٩﴾ وَالسَّابِقُونَ
السَّابِقُونَ ﴿١٠﴾ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ﴿١١﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿١٢﴾

سورۃ الواقِعَة 1 تا 12

جب واقع ہونے والی واقع ہو جائے (1) اس کے واقع ہونے میں کچھ جھوٹ نہیں (2) کسی کو پست کرے کسی کو بلند (3) جب زمین بھونچال سے لرزنے لگے (4) اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں (5) پھر غبار ہو کر اڑنے لگیں (6) اور تم لوگ تین قسم ہو جاؤ (7) تو داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی چین میں) ہیں (8) اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (گرفتار عذاب) ہیں (9) اور جو آگے بڑھنے والے ہیں (ان کا کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں (10) وہی (خدا کے) مقرب ہیں (11) نعمت کے بہشتوں میں (12)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ساڈے ول سوہنیا نگاواں کدوں ہونیاں
دسو منظور اے دعاواں کدوں ہونیاں
رو رو ساری زندگی جدائیاں وچ گالی اے
ہن ساڈی زندگی دی شام ہون والی اے
معاف ماہی ساڈیاں خطاواں کدوں ہونیاں
عشق دے بیماراں نوں دارو کوئی نہیں چاہی دا
ایہناں دا علاج اے دیدار سوہنے ماہی دا
عشق دے بیماراں نوں شفاواں کدوں ہونیاں
اک اک ذرے وچ رکھیاں شفاواں نیں
بوسے تیرے قدماں نوں دتے جناں راہواں نے
ساڈیاں نصیباں وچ او راہواں کدوں ہونیاں

تعزیت

معزز ممبر جناب عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں بڑے دکھ کے ساتھ گزارش کروں گا کہ ہمارے اس معزز ایوان کے ایک معزز ممبر جناب عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کا جنازہ ہو چکا ہے تو اب ہم سب مل کر دعائے مغفرت کریں گے اور اس کے بعد قواعد کی معطلی کی تحریک رانا ثناء اللہ صاحب کی طرف سے آئی ہے۔ مولانا صاحب! پہلے دعا کرائی جائے پھر اس کے بعد ہم تحریک لیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) ایم پی اے
کی مغفرت کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر: وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے میانوالی سے ممبر صوبائی اسمبلی عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کی وفات کے حوالے سے ایک تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پی پی۔44 میانوالی سے ممبر صوبائی اسمبلی عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کی وفات کے حوالے سے ایک تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پی پی۔44 میانوالی سے ممبر صوبائی اسمبلی عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کی وفات کے حوالے سے ایک تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے پی پی۔44 میانوالی سے ممبر صوبائی اسمبلی عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کی وفات کے حوالے سے ایک تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

قرارداد

معزز ممبر جناب عامر حیات خان روکھڑی (مرحوم) کی وفات پر ایوان کا گہرے رنج و غم کا اظہار

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان پی پی۔44 میانوالی سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبر عامر حیات خان روکھڑی مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ مرحوم کی وفات سے یہ ایوان اپنے ایک نہایت شریف النفس ممبر سے محروم ہو گیا ہے۔ انہوں نے ایچی سن کالج اور ایف سی کالج سے تعلیم حاصل کی۔ وہ 1985 سے 1988 تک قومی اسمبلی کے ممبر رہے، اس کے بعد دو مرتبہ 1990 سے 1993 تک اور پھر 2002 سے 2007 تک پنجاب اسمبلی کے ممبر رہے۔ مرحوم کا تعلق میانوالی کے ایک معروف سیاسی گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد خان امیر عبداللہ خان روکھڑی تحریک پاکستان کے اہم رہنما تھے اور وہ سینیٹ، قومی اسمبلی اور پنجاب اسمبلی کے ممبر بھی رہے۔ عامر حیات خان روکھڑی مرحوم کو کھیلوں سے خصوصی لگاؤ تھا۔ آپ "سٹی لاہور کرکٹ ایسوسی ایشن" کے صدر، "پاکستان کرکٹ بورڈ" کی گورننگ باڈی کے ممبر، "پاکستان بیڈمنٹن فیڈریشن" کے سیکرٹری جنرل اور "پنجاب بیڈمنٹن ایسوسی ایشن" کے صدر بھی رہے۔ آپ نے بین الاقوامی کانفرنسز میں پاکستان کی نمائندگی

بھی کی۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔(آمین)"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان پی پی۔44 میانوالی سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبر عامر حیات خان روکھڑی مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ مرحوم کی وفات سے یہ ایوان اپنے ایک نہایت شریف النفس ممبر سے محروم ہو گیا ہے۔ انہوں نے ایچی سن کالج اور ایف سی کالج سے تعلیم حاصل کی۔ وہ 1985 سے 1988 تک قومی اسمبلی کے ممبر رہے، اس کے بعد دو مرتبہ 1990 سے 1993 تک اور پھر 2002 سے 2007 تک پنجاب اسمبلی کے ممبر رہے۔ مرحوم کا تعلق میانوالی کے ایک معروف سیاسی گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد خان امیر عبداللہ خان روکھڑی تحریک پاکستان کے اہم رہنما تھے اور وہ سینیٹ، قومی اسمبلی اور پنجاب اسمبلی کے ممبر بھی رہے۔ عامر حیات خان روکھڑی مرحوم کو کھیلوں سے خصوصی لگاؤ تھا۔ آپ "سٹی لاہور کرکٹ ایسوسی ایشن" کے صدر، "پاکستان کرکٹ بورڈ" کی گورننگ باڈی کے ممبر، "پاکستان بیڈمنٹن فیڈریشن" کے سیکرٹری جنرل اور "پنجاب بیڈمنٹن ایسوسی ایشن" کے صدر بھی رہے۔ آپ نے بین الاقوامی کانفرنسز میں پاکستان کی نمائندگی بھی کی۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔(آمین)"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اس لئے سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان پی پی۔44 میانوالی سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبر عامر حیات خان روکھڑی مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ مرحوم کی وفات سے یہ ایوان اپنے ایک نہایت شریف النفس ممبر سے محروم ہو گیا ہے۔ انہوں نے ایچی سن کالج اور ایف سی کالج سے تعلیم حاصل کی۔ وہ 1985 سے 1988 تک قومی اسمبلی کے ممبر رہے، اس کے بعد دو مرتبہ 1990 سے 1993 تک اور پھر 2002 سے 2007 تک

پنجاب اسمبلی کے ممبر رہے۔ مرحوم کا تعلق میانوالی کے ایک معروف سیاسی گھرانے سے تھا۔آپ کے والد خان امیر عبداللہ خان روکھڑی تحریک پاکستان کے اہم رہنما تھے اور وہ سینیٹ، قومی اسمبلی اور پنجاب اسمبلی کے ممبر بھی رہے۔ عامر حیات خان روکھڑی مرحوم کو کھیلوں سے خصوصی لگاؤ تھا۔آپ "سٹی لاہور کرکٹ ایسوسی ایشن" کے صدر، "پاکستان کرکٹ بورڈ" کی گورننگ باڈی کے ممبر، "پاکستان بیڈمنٹن فیڈریشن" کے سیکرٹری جنرل اور "پنجاب بیڈمنٹن ایسوسی ایشن" کے صدر بھی رہے۔آپ نے بین الاقوامی کانفرنسز میں پاکستان کی نمائندگی بھی کی۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔(آمین)"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں! آپ پوائنٹ آف آرڈر کس موقع پر لے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے ایک بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو بات بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں طے ہو چکی ہے کہ Question Hour میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا جائے گا۔ میری آپ کے ذریعے معزز ممبر سے یہ درخواست ہے کہ وہ Question Hour کے بعد اپنا پوائنٹ آف آرڈر لے لیں۔

جناب سپیکر: پرویز رفیق صاحب! Question Hour کے بعد پوائنٹ آف آرڈر لے لیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

سوالات

(محکمہ سروسزاینڈجنرل ایڈمنسٹریشن)

نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

جناب سپیکر: شکریہ۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!سوال نمبر242 ہے۔جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے۔

اپریل2008 سے پی جی ایس ایچ ایف کے قیام تک کی آمدن واخراجات ودیگر تفصیل

*242: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے قیام سے30۔اپریل2008 تک کی آمدن و اخراجات کی تفصیل بتائیں؟

(ب) 30۔اپریل2008 تک زمین کی خرید، مکانوں کی تعمیر اور اخراجات جاریہ پر جو رقم خرچ ہوئی،اس کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن بعداز ریٹائرمنٹ کسی ممبر کو گھر الاٹ کرتی ہے تواس سے گھر کی پوری قیمت وصول کرتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر کوئی ممبر یہ رقم ادا نہ کرنے کے قابل ہو تو کمرشل بنکوں سے کمرشل ریٹ پر قرض کی سہولت حاصل کرسکتا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر سرکاری ملازم یہ رقم بنک سے سود پر قرض نہ لینا چاہے اور رقم بھی جمع نہ کرواسکے تو یہ الاٹمنٹ کینسل کردی جاتی ہے؟

(و) اگر جز(ج)،(د)اور(ہ)کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت ممبران کی سہولت کی خاطر بلاسود قرض کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(راناثناء اللہ خان):

(الف) تفصیل برتتمہ(اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل برتتمہ(بی)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ممبران پوری قیمت ادا کر کے ہی قبضہ حاصل کر سکیں گے۔

(د) ممبران کسی بھی نجی ذرائع سے ادائیگی کر سکتے ہیں۔

(ہ) اگر کوئی ممبر الاٹ شدہ مکان کی قیمت جمع نہ کروا سکے تو وہ الاٹمنٹ کینسل کر دی جائے گی لیکن ممبر شپ بدستور قائم رہے گی اور بعد ازاں آنیوالی سکیموں میں قیمت جمع کروا کر مکان حاصل کیا جا سکے گا۔

(و) ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو مکانوں کی الاٹمنٹ بذریعہ پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پہلے ہی حکومت پنجاب کا ایک مکمل فلاحی منصوبہ ہے۔ مکانوں کے نرخوں میں زمین کی قیمت حکومت کی طرف سے رعائت ہے، فی الوقت حکومت ممبران کے لئے بلا سود قرض کے انتظام کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی، اس کی بنیادی وجوہات پہلے ہی دی جانے والی خطیر رعایات ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ سوال پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے متعلق ہے۔ اس سوال کے جز (الف اور ب) میں یہ پوچھا تھا کہ کتنے اخراجات ہوئے ہیں تو انہوں نے اس کے ساتھ جو annexures دیئے ہیں اس میں انہوں نے تقریباً 3۔ارب روپے کا تخمینہ دیا ہے کہ اس میں اتنے پیسے اکٹھے ہوئے ہیں اور 2.2۔ارب روپے اخراجات بتائے گئے ہیں۔ 2008 کے figures کے مطابق 3۔ارب جمع کئے اور 2.2۔ارب روپے خرچ کئے لیکن انہوں نے اس میں آگے چل کر commit کیا ہے کہ ہم نے 258 مکان بنائے ہیں یعنی 260 مکان بنائے ہیں اور تقریباً 2.2۔ارب روپے خرچ کئے ہیں۔ اگر میں ان کی یہ بات مان لوں اور اپنے ہی ذہن میں تسلیم کر بھی لوں کہ اور مکان بن گئے ہوں گے جو تقریباً ساڑھے چار ہزار یا پانچ ہزار کے قریب ہیں لیکن کہنا یہ ہے کہ ان کے ممبران ایک لاکھ 34ہزار ہیں۔ اگر اب تک یہ 10ہزار یا 20ہزار گھر بھی بنا لیتے ہیں اور اگر میں اپنے extending figures میں سوال پوچھوں تو سوال ضائع ہو جائے گا۔ میں suppose کر لیتی ہوں کہ اب تک انہوں نے 20ہزار گھر بنا دیئے اور یہ 280 نہیں ہیں تو مجھے منسٹر صاحب یہ بتائیں کہ ایک لاکھ 34ہزار باقی لوگوں کا کیا بنے گا؟ انہوں نے پچھلے چار سالوں میں مزید کتنے پیسے اس پراجیکٹ کو دیئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میں محترمہ اور اس معزز ایوان کی information کے لئے یہ پوری statement عرض کر دیتا ہوں کہ جس تاریخ کو یہ جواب موصول ہوا ہے اس تاریخ تک زمین کی ادائیگی میں 88 کروڑ 48 لاکھ 25 ہزار 7 سو 59 روپے دیئے گئے اور اسی طرح سے پراجیکٹ کی ادائیگی میں ایک ارب 17 کروڑ 44 لاکھ 38 ہزار 6 سو 34 روپے دیئے گئے ہیں۔اس میں پراجیکٹ کی ادائیگی سے مراد development, construction work work ہے۔جہاں موقع پر راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد اور لاہور میں یہ سارا کام ہو رہا ہے۔اسی طرح سے کچھ ممبران کو رقم کی ادائیگی میں 2 کروڑ 14 لاکھ کے برابر ہے، اسی طرح سے مرکزی دفتر کے اخراجات بھی تقریباً 12 کروڑ 61 لاکھ 31 ہزار کے لگ بھگ ہیں اور اس کے latest جواب کے مطابق تقریباً ایک ہزار کے قریب گھر لاہور میں مکمل ہو چکے ہیں اور اسی طرح سے باقی اضلاع میں بھی جہاں پر یہ سکیم جاری ہے وہاں پر کافی بہتر progress ہو رہی ہے۔اس کے علاوہ دوسرے اضلاع میں جہاں پر اگلی منصوبہ بندی کی گئی ہے وہاں پر بھی یہ ہاؤسنگ سوسائٹی بنائی جائیں گی تو وہاں پر زمین کو حاصل کرنے یا نشاندہی کرنے کا عمل بہتر رفتار سے جاری ہے۔

جناب سپیکر:جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!پچھلے چار سالوں میں 2008 سے لے کر آج تک انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ کتنے پیسے اور دیئے گئے ہیں؟یہ میرا سوال تھا۔

جناب سپیکر:جی، وزیر قانون!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اگر محترمہ آج کی updates چاہتی تو میں انہیں ڈیپارٹمنٹ سے حاصل کر کے دے دوں گا کیونکہ یہ informations جس تاریخ کو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق ہیں۔

جناب سپیکر:جی، ٹھیک ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!یہ information میرے پاس آ گئی ہیں اگر محترمہ چاہیں تو میں ان کو بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی، اگر آپ کے پاس information آ گئی ہیں تو آپ بتا دیں۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ٹوٹل 8ہزار 5 سو 11 ملین روپے ہیں، اس خرچ کی صورت میں paymentsکی رقم 6ہزار 5 سو 80 ملین روپے ہے یعنی 8۔ارب 51 کروڑ روپے آپ اس side پر لے لیں اور 6۔ارب 58 کروڑ روپیہ ادائیگی ہے باقی اس کے علاوہ اس میں operational expensesہیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں رقم بتائی ہے، آپ اس میں خود اندازہ لگالیں کہ میرا سوال یہ تھا کہ ایک لاکھ 34ہزار ممبران کی requirementsان چار سالوں میں 8۔ارب روپے سے کیسے پوری کریں گے؟ انہوں نے اس سوال کو بھی گول مول کر کے یہ کہا ہے کہ ہم نے باقی جگہوں پر بھی یہ سکیمیں شروع کر دی ہیں۔ اگر ہم جواب کا جز (ب) پڑھیں تو اس میں آپ دیکھیں کہ انہوں نے لاہور اور فیصل آباد میں 3432 اور 258 یعنی تقریباً 4776 گھروں کی commitment کی ہے کہ ہم ان کو develop کر رہے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان میں ساڑھے تین ہزار گھر فیصل آباد کو دیئے ہیں ، پراجیکٹ میں لاہور کا الاؤنس ایک ارب روپے ہے اور فیصل آباد کا 1.5 کروڑ ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ لاہور کے ایک ارب کے پراجیکٹ میں انہوں نے اڑھائی سو مکان مکمل کئے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ 2010 تک ساڑھے تین ہزار گھر مکمل کر کے دے دیں گے یہ کیسے ممکن ہے؟ فیصل آباد کے علاوہ انہوں نے کہا ہے کہ راولپنڈی، بہاولپور، ملتان اور ڈیرہ غازی خان میں ان کی سکیمیں زیر غور ہیں۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ فیصل آباد سے اتنی محبت نچھاور کرنا ان کا حق ہے، چار یا ساڑھے چار ہزار گھر اس سکیم میں تو پورے ہو گئے ہیں لیکن لاہور میں جہاں ایک ارب روپیہ الاؤنس ہے وہاں پر According to these 258 houses ہے تو یہ کس قسم کا انصاف ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے تو میں انہیں بتاتا ہوں کہ ان کی اتھارٹی کو چلانے والے بھی وہی لوگ ہیں جو اس کے stakeholder ہیں اور اس میں گورنمنٹ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے کہ گورنمنٹ اپنی مرضی سے کسی جگہ زیادہ یا کسی جگہ پر کم خرچہ کروا سکے۔ یہ پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن ایک فاؤنڈیشن ہے، وہ اپنے نجی

معاملات میں autonomy رکھتے ہیں، وہ اپنے ممبران کی ضرورت کے مطابق فیصلے کرتے ہیں اور اس کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بات کہہ تو دی ہے لیکن اس چیز میں کوئی شک نہیں کہ گورنمنٹ سرونٹس نے اپنا اعتماد اس حکومت کے ہاتھ پر کیا ہے، اس میں چاہے کوئی بھی حکومت آتی ہے ان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی گئی ہے کہ فاؤنڈیشن کی مرضی جہاں پہلے کرے اور جہاں بعد میں کرے۔ مرضی کا مطلب government will یعنی government will تھی تو تب فیصل آباد میں زیادہ development ہوئی لیکن میرا اگلا سوال یہ ہے کہ سوال کے جز(د) میں ہم نے ان سے پوچھا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر کوئی ممبر یہ رقم ادا کرنے کے قابل نہ ہو تو وہ کمرشل بنکوں سے کمرشل ریٹ پر قرض کی سہولت حاصل کر سکتا ہے؟ میرا سوال پوچھنے کے بعد اس ایکٹ میں profit کی provision تھی کہ اس میں جتنی بھی net payment ہے اس میں گھر بنیں گے۔ مثلاً میں آپ کو بتاتی ہوں کہ اگر 2 ہزار روپے مہینہ قسط کسی بھی شخص سے کاٹتے ہیں تو وہ دس سال میں اڑھائی لاکھ روپے کٹتی ہے لیکن گھر کی payment ساٹھ لاکھ روپے ہے۔ اگر ایک ریٹائرڈ افسر ساری زندگی کام کرے تو بھی اس کے لئے بڑی مشکل ہے، وہ 60 لاکھ روپے کہاں سے ادا کرے گا؟ وہ رقم profit free تھی یا نہیں تھی لیکن حکومت نے یہ commit کیا کہ ہم آپ کو بلا سود یہ پیسا دینے کے لئے مدد کریں گے پھر اچانک چھ ماہ بعد اس بات کو withdraw کر لیا گیا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان لوگوں کا کیا قصور ہے کہ جن کے نام پر گورنمنٹ کی بڑی بڑی زمینیں خریدی گئیں اور ان کو owner بھی نہ کیا گیا۔ انہوں نے ایکٹ کی provision کے مطابق profit دینے کا وعدہ کیا تھا، اس سود سے لوگوں کا کیا فائدہ ہے اور کیا گورنمنٹ اس ایکٹ کی provision میں change لانے کے لئے تیار ہے؟ ایک سرکاری افسر اپنے مکان کے حصول کے لئے اپنی تنخواہ سے پیسے کٹواتا ہے اور آپ اس کی ریٹائرمنٹ پر پورے 60 لاکھ کا ایک بوجھ ڈال دیتے ہیں۔ اس سے صرف ایک مافیا نے جنم لیا ہے جو ان گھروں کو سستے دام خرید لیتا ہے یعنی گورنمنٹ کی خریدی ہوئی زمینوں کو یہ مافیا خریدتا ہے۔ ذرا اس بارے میں روشنی ڈالیں کہ وہ مافیا کون ہے جو اس profit taking، اس زمین کی بیچ اور اس سرکاری افسر کی کمر توڑنے میں لگا ہوا ہے اس سلسلے میں awareness کے لئے انہوں نے کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کی تجویز یہ ہے کہ ان ملازمین کو بلا سود قرضے دیئے جائیں۔ بہر حال ان کا مطالبہ جائز ہے لیکن اس میں حکومت کا مؤقف یہ ہے کہ اس میں جو زمین دی جاتی ہے وہ تقریباً normal price کے قریب قریب ہوتی ہے۔ ان سرکاری ملازمین کے لئے وہ ایک بہت بڑی concession ہے جن کو اس فاؤنڈیشن کے تحت گھر ملنے ہیں۔ باقی اگر وہ کسی بھی کمرشل بنک سے قرضہ لینا چاہیں تو اس بات کی سہولت انہیں حاصل ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے بات کی کہ وہ اپنی ملازمت میں اتنے پیسے کٹوائیں گے اور اس کے بعد ایک دم 60 لاکھ یعنی جتنی بھی رقم بنتی ہے وہ کیسے دیں گے؟ اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ سرکاری ملازم جب بھی ریٹائرڈ ہوتا ہے تو اس کے back benefits جو during service کٹتے رہتے ہیں اس میں Provident Fund ہوتا ہے Gratuity ہوتی ہے اور اس کے علاوہ half pension کروا کے بھی وہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ ساری چیزیں سرکاری ملازم کو ایک ایسا ذریعہ فراہم کرتی ہیں کہ سرکاری ملازم کے پاس اگر نقد رقم نہ بھی ہو تو وہ ان ذریعوں سے اپنی رقم سے adjust کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! ان کا جو اقرار ہے اور اس کے بعد extended انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کے پاس جو pension وغیرہ جمع ہے، اس سے اس شخص نے حج کرنا ہے اور نہ ہی اپنے بچوں کی شادیاں کرنی ہیں وہی pay back کر دینا ہے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ کافی ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! مجھے بات مکمل کرنے دیں، یہ سرکاری ملازم کے اوپر ایک انتہائی ظلم ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ وہ زمین جو انہوں نے procure کی ہے وہی ان کو دے دیں اور اس کی construction وہ اپنی مرضی سے کر لیں۔ ایک ریٹائرڈ بندے کی priority صرف وہ گھر حاصل کرنا نہیں ہے۔ اس نے حج بھی کرنا ہوتا ہے اپنی بیٹیوں کی شادیاں بھی کرنی ہوتی ہیں۔ کیا خوب یہ فرما رہے ہیں کہ ان کی pension بھی ہم لے لیں گے ان کے Benevolent Fund بھی لے لیں گے لیکن سود کے بغیر قرضے کی جو ہم نے commitment کی ہے اس کو honour نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ وہ پیسے ایسے ہی تو نہیں لے رہے ان کو گھر بھی تو دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! کون سا گھر؟ وہ تو اتنا مہنگا ہے اور یہی تو میں کہہ رہی ہوں کہ اس سکیم کو revise کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میری یہ گزارش ہوگی کہ میری suggestions کو positively لیا جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس پر اب کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔ ان کے تین ضمنی سوال مکمل ہو گئے ہیں۔ تشریف رکھیں۔ محترمہ اس سے اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: سوال نمبر 243۔ اس کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی جی ایس ایچ ایف کے ممبران کی تعداد و تفصیل

*243: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے ممبران کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) اب تک اس فاؤنڈیشن نے کتنے گھر کس کس جگہ مکمل کئے ہیں؟

(ج) اب تک کتنے گھر مکمل کر کے کس کس جگہ کن کن سرکاری ملازمین کو دیئے جا چکے ہیں، ان ملازمین کے عہدہ اور نام مع محکمہ کی تفصیل نیز ان کی ریٹائرمنٹ کی تاریخ بھی بتائیں؟

(د) جن ملازمین کو ریٹائرمنٹ اور اس فاؤنڈیشن کا ممبر ہونے کے باوجود گھر نہیں ملے حکومت ان کو گھروں کی الاٹمنٹ کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ہ) کیا حکومت ایسے سرکاری ملازمین جو اس سکیم کے ممبران نہیں ہیں ان کو بھی بعد از ریٹائرمنٹ گھر دینے کی پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تا وقت فاؤنڈیشن کے ممبران کی تعداد 134303 ہے-

(ب) فاؤنڈیشن کی پہلی سکیم واقع موہلنوال لاہور تیزی سے تکمیل کے مراحل طے کر رہی ہے اور تمام مکانوں کی تعمیر ستمبر 2009 میں متوقع ہے- تاہم اس وقت تک فاؤنڈیشن سات مرلہ کے

258 گھر مکمل کر چکی ہے جن کا قبضہ فوری طور پر دیا جا سکتا ہے-ابھی تک کسی ریٹائرڈ سرکاری ملازم کو گھر نہیں دیا گیا، تاہم یہ سلسلہ جلد ہی شروع کیا جا رہا ہے-علاوہ ازیں فاؤنڈیشن فیصل آباد میں تقریباً3432 گھروں کی تعمیر کے لئے ترقیاتی کام شروع کر چکی ہے جو 2010 کے دوران مکمل ہو جائیں گے-اس کے علاوہ فاؤنڈیشن کی راولپنڈی، ملتان، ڈیرہ غازی خان، بہاول پور میں واقع سکیمیں بہت جلد ترقیاتی مراحل میں داخل ہو رہی ہیں-

(ج) ابھی تک کسی سرکاری ریٹائرڈ ملازم کو گھر نہیں دیا گیا-تاہم یہ سلسلہ جلد ہی شروع کیا جا رہا ہے-اس وقت تک فاؤنڈیشن سات مرلہ کے 258 گھر اپنی پہلی سکیم واقع موہلنوال لاہور میں مکمل کر چکی ہے جن کا قبضہ فوری طور پر دیا جا سکتا ہے- یہ مکمل مکانات مورخہ 10-03-2004 سے ریٹائر ہونے والے گریڈ08تا15 کے ممبران کو ان کی تاریخ ریٹائرمنٹ کی ترتیب سے الاٹ کئے جائیں گے-تاہم ابھی تک کسی سرکاری ریٹائرڈ ملازم کو گھر نہیں دیا گیا-تاہم یہ سلسلہ جلد ہی شروع کیا جا رہا ہے-

(د) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن نے حکومت پنجاب کی مالی معاونت سے سال رواں میں تقریباً بیس ہزار کنال اراضی حاصل کر لی ہے اور اپنی ہاؤسنگ کالونیوں کے لئے سرگرمیاں بڑھا دی ہیں-لاہور اور فیصل آباد میں 4776 گھر سال 2010 تک مکمل کر لئے جائیں گے-علاوہ ازیں راولپنڈی، ڈیرہ غازی خان، بہاول پور اور ملتان میں ہاؤسنگ کالونیوں کی منصوبہ بندی کا کام آخری مراحل میں ہے-ان شہروں میں آئندہ سہ ماہی میں ترقیاتی کام شروع کر دیئے جائیں گے-لہذا آئندہ تین چار سال میں ریٹائر ہونے والے تمام ممبران کو ان کی اوّل ضلعی ترجیح کے مطابق گھر الاٹ کر دیئے جائیں گے-

(ہ) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن اپنے ایکٹ مجریہ 2004 کی رو سے اپنے ممبران کے علاوہ کسی سرکاری ملازم کو بعد از ریٹائرمنٹ گھر دینے کی مجاز نہ ہے-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ state within a state تو بہت سنا تھا---

جناب سپیکر: سوال چھوٹا سا کریں۔ مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد جناب یہ بہت بڑا مسئلہ ہے پوری ہاؤسنگ سکیم کا مسئلہ ہے اور اس کے ساتھ ایک parallel system کا بھی ہے۔ state within a state تو ہم نے سنا تھا Act within an Act

بھی ایک عجیب سی بات ہے۔اس میں ایک sensitive بات آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کی بھی کرنا چاہوں گی کہ اس کو اس حکومت کی ایک بہترین سکیم کے parallel کھڑا کیا گیا۔اس سکیم کی غلطیاں نکالنے کی بجائے ایک اور آشیانہ سکیم کو personal level پر لاکر کھڑا کر دیا گیا۔مجھے نہیں سمجھ آئی کہ Act within an Act کی کیا ضرورت تھی ۔میرا اس سلسلے میں سوال یہ ہے کہ یہ جو ان کا Punjab Government Servants Act 2004 ہے حکومت کا اس میں کوئی ترمیم کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟میری اطلاع کے مطابق اب تک اس میں صرف اتنی ترمیم آئی ہے کہ یہ important housing scheme گھر دینے کا جو تصور حکومت نے پیش کیا ہے اس کے Act میں بہت ساری چیزیں revise اور amend ہونے والی ہیں لیکن اب تو جو amendment لائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ The payments will be updated حساب لینے کے لئے تو یہ ایک اچھی ترمیم تھی لیکن لوگوں کو کچھ provide کرنے کے لئے اس Act میں revision کرنے کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں؟اس میں بہت ساری suggestions ہیں جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے کہ ان لوگوں کو گھر کی بجائے زمینیں دے دیں۔کیا آپ Act 2004 میں ترمیم لانے کو تیار ہیں اور وہ کتنے عرصہ تک آئے گی؟آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا ایکٹ تو فوراً ہی پاس ہو گیا گورنمنٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن ایکٹ میں positive amendment کے لئے اس House میں کب لایا جائے گا؟

جناب سپیکر:کیا آپ کا اس ایکٹ میں ترمیم کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں جہاں تک آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کی انہوں نے بات کی ہے یہ سکیم کم تنخواہ یافتہ یا کم آمدنی والے لوگوں کے لئے ایک ایسا سنہری موقع ہے جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب کے کم آمدنی والے غریب لوگوں کے لئے فراہم کیا ہے اور وہ اتنا شفاف ہے کہ اب یہ منصوبہ لوگوں کو ہضم نہیں ہو رہا،یہ منصوبہ اتنا شفاف ہے کہ پورے لاہور کے پریس کو سامنے بٹھا کر اس کی قرعہ اندازی کی گئی ہے۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:اس کا چیئرمین ایک "لوٹا" ہے۔

جناب سپیکر:اس قسم کے الفاظ سے محترمہ آپ House کے ماحول کو خراب کرنے کی کوشش مت کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میں ماحول کو خراب نہیں کر رہی بلکہ ایک حقیقت بتا رہی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ تشریف رکھیں۔ No interruption

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا چیئر مین کوئی بھی ہو لیکن کسی لوٹے کو گھر الاٹ نہیں ہوا۔

(اس مرحلہ پر مسلم لیگ (ق) کی خواتین معزز ممبران کی طرف سے لوٹے لوٹے کی نعرہ بازی کی)

میں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ اس میں کسی لوٹے کا قرعہ نہیں نکلا بلکہ لوٹوں کی ساری پارٹی اس سے باہر رہی ہے اور جو لوٹوں کا سردار ہے وہ بھی اس سکیم کا مخالف ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو آشیانہ ہاؤسنگ سکیم ہے یہ لوٹا پارٹی کو ہضم نہیں ہو رہی اور انہیں بار بار اس سے یہ تکلیف ہو رہی ہے۔ لوٹوں کے سردار نے بھی باقاعدہ ایک پریس کانفرنس کی تھی جس میں انہوں نے بھی کافی تکلیف کا اظہار کیا تھا۔ دوسری بات محترمہ نے کافی گھما پھرا کر یہ کی ہے کہ اس میں بہت سی amendments required ہیں جو کہ ہونی چاہئیں۔ میں اس کا مختصراً جواب یہ دیتا ہوں کہ میں محترمہ کے جو جذبات ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! محترمہ کے جو جذبات ہیں میں ان کی قدر کرتا ہوں اور میں انہیں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس میں amendments لانے سے انہیں کسی نے نہیں روکا۔ وہ پرائیویٹ ممبرز بل کے ذریعے سے اس میں amendments لا سکتی ہیں، وہ یہ amendments لائیں ہم ان کو encourage کریں گے اور اگر ان کی amendments بہتر ہوئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کو اس House سے legislate بھی کروائیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! پھر تو میں وزیر قانون سے یہ commitment کروانے میں کامیاب ہو گئی ہوں کہ اگر پرائیویٹ ممبر کوئی بل لائے گا تو اس کو encourage کیا جائے گا اور حکومت اس کا ساتھ دے گی۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! یہ بات on record ہے کہ نہ صرف encourage کیا گیا ہے اور پرائیویٹ ممبرز بل کو میں نے کبھی oppose نہیں کیا بلکہ ان کے اوپر legislation بھی ہوئی ہے اسمبلی سیکرٹریٹ کا ریکارڈ اس بات کا گواہ ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ٹھیک ہے.I will hold into this encouragement ایک عرض ضرور کردوں کہ وزیر قانون صاحب نے دو باتیں اپنے جواب میں کہی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ جو بے چارے غریب لوگ ہیں مجھے سمجھ نہیں آئی کہ سرکاری ملازمت میں جتنی تنخواہ دی جاتی ہے اس میں سرکاری ملازمین کو امیر کون کہہ سکتا ہے۔ ان کے فائدے کی تو کوئی بات نہ ہوئی باقی رہ گئی لوٹوں کی بات اور ہضم ہونے کی بات تو پوری سکیم انہی لوٹوں کی ہے جس کے اوپر یہ حکومت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر آپ کا ضمنی سوال ہو گا تو ٹھیک ہے ورنہ آپ کو اجازت نہیں ملے گی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کسی unavoidable circumstances سے یعنی کوئی ایسے حالات جو کہ انسانی پہنچ سے دور ہوں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص دوران سروس مر جاتا ہے اور اس کو گھر بھی ملا ہوتا ہے اور اس کی Succession Certificate documentation اور guardianship لینے میں جو مشکلات آتی ہیں، وہ لیٹر چونکہ ان کے ورثاء کے نام ہوتا ہے۔ اگر اس دوران کوئی late surcharge ڈالا جاتا ہے تو ان حالات میں جس میں ان کے ورثاء کا کوئی جرم یا ان کے part پر تاخیر کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی۔ کیا ان کا late surcharge معاف کرنے کا حکومت پنجاب کوئی ارادہ رکھتی ہے؟ شکریہ

جناب سپیکر: شاباش۔ آج پہلی دفعہ آپ نے اچھی بات کی ہے۔ (قہقہے)

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! منڈا صاحب نے بہت ہی relevant question کیا ہے۔ یہ اس سوال سے تو متعلق نہیں ہے اور اس کا جواب بھی اس میں درج نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ منڈا صاحب کی جو تجویز ہے اس کو پزیرائی ملنی چاہئے اور اس سلسلے میں فاؤنڈیشن سے حکومت بات کرکے اگر کوئی ترمیم درکار ہے یا کوئی direction درکار ہے تو انشاء اللہ اس کو ضرور accommodate کیا جائے گا۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز (د) میں لکھا ہوا ہے کہ لاہور اور فیصل آباد میں 4776 گھر سال 2010 تک مکمل کر لئے جائیں گے۔ میں اپنے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2010 بھی مکمل ہو گیا اور اب 2011 بھی مکمل ہونے کو ہے۔ یہ 4776 گھر کب تک مکمل ہو جائیں گے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ گھر مکمل ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ گھر مکمل ہو چکے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: اب اس سوال پر تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ نولاٹیا صاحب! تشریف رکھیں۔ اگلا سوال میاں نصیر صاحب کا ہے۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے؟ اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ شمسہ گوہر صاحبہ کی طرف سے ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 397 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ شمسہ گوہر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گاف لین، کلب روڈ، برووم ہیڈ روڈ میں رہائش پذیر افسران کے نام

*397: محترمہ شمسہ گوہر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

نمبر 1- آٹھ گاف روڈ لاہور

نمبر 2- گیارہ گاف روڈ لاہور

نمبر 3- چودہ گاف روڈ لاہور

نمبر 4- سولہ گاف روڈ لاہور

نمبر 5- سیون گاف روڈ لاہور

نمبر 6- ون سی برووم ہیڈ روڈ لاہور

نمبر 7- ون سی کلب روڈ لاہور

نمبر 8- پندرہ گاف لین لاہور

میں کب سے اور کون سے افسران اعلیٰ رہائش پذیر ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	گھر	الاٹی	عہدہ	محکمہ	تاریخ الاٹمنٹ	تاریخ منتقلی رہائش
1	آٹھ گاف روڈ لاہور	محمد علی بلوچ	افسر بکار خاص	حکومت پنجاب	13۔05۔2011	13۔05۔2011
2	گیارہ گاف روڈ لاہور	محمد ہمایوں فرشوری	ممبر	پنجاب پبلک سروس کمیشن	26-11-1996	08-12-1996
3	چودہ گاف روڈ لاہور	طارق باجوہ	سیکرٹری	خزانہ	13۔05۔2011	01۔07۔2011
4	سولہ گاف روڈ لاہور	سلمان صدیق	چیئرمین	سینٹرل بورڈ آف ریونیو	27-03-1988	27-03-1988
5	سیون گاف لین لاہور	طارق یوسف	ممبر (ریٹائرڈ)	بورڈ آف ریونیو	28-11-1995	01-12-1995
6	ون سی بروڈ ہیڈ لاہور	محمد احسن راجا	ایڈیشنل سیکرٹری	وزارت سماجی بہبود و خصوصی تعلیم	05-03-2007	25-08-2007
7	ون سی کلب روڈ لاہور	یوسف نسیم کھوکھر	چیف ایگزیکٹو	سمیڈا(SMEEDA)	14-11-2006	04-10-2007
8	پندرہ گاف لین لاہور	ارم بخاری	ڈائریکٹر جنرل	چائلڈ پروٹیکشن بیورو	13۔05۔2011	27۔09۔2011

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جو افسران پنجاب حکومت سے relieve ہو کر فیڈرل میں چلے جاتے ہیں تو ان کے زیر قبضہ جو گھر ہوتے ہیں کیا وہ انہیں چھوڑنا پڑتے ہیں اس کے لئے کوئی Rules and Regulations ہیں؟

جناب سپیکر: ان کا کیا؟

رانا تنویر احمد ناصر: کیا ان کو وہ گھر چھوڑنے پڑتے ہیں جو پنجاب حکومت کی ملکیت ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: ان کا کچھ ٹائم ہوتا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): اس سے پہلے یہ condition اور rules تھے کہ جو افسران پنجاب سے تبدیل ہو کر فیڈرل گورنمنٹ میں چلے جائیں وہ پانچ سال تک یا جب تک ان کو نئی تعیناتی پر گھر الاٹ نہ ہو جائے اس وقت تک وہ گھر retain کر سکتے تھے لیکن اب اس پانچ سال کی condition کو دو سال کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں۔ جی، ٹھیک ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! پھر سیریل نمبر 4 پر سولہ گالف روڈ جس میں سلمان صدیق صاحب رہائش پذیر ہیں وہ 2008 میں پنجاب سے چلے گئے تھے لیکن اب تک سولہ گالف روڈ ان کے زیر قبضہ کیوں ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلی condition کے مطابق وہ پانچ سال تک گھر رکھ سکتے تھے اس لئے انہیں پہلے اس کا notice جاری نہیں کیا گیا تھا اور جونہی دو سال

کی condition کی ترمیم ہوئی ہے تو اس کے بعد انہیں گھر خالی کرنے کے لئے notice جاری کر دیا گیا ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! سیریل نمبر 5 پر سات گالف لین طارق یوسف صاحب ممبر (ریٹائرڈ) بورڈ آف ریونیو 1995 سے یہاں رہائش پذیر ہیں کیا ان کی مدت ختم نہیں ہوئی، اگر اب بھی ان کے پاس یہ گھر ہے تو یہ کس حیثیت سے ہے اور یہ کس post پر ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! طارق یوسف صاحب ریٹائر ہو چکے ہیں لیکن ان کا special case ہے ان کی دو بچیاں special child ہیں اور ان کی ذمہ داری ان پر ہے اس لئے in special circumstances وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کو دو سال کی extension دی ہے جو کہ ابھی ختم نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اگلا سوال بھی میاں نصیر صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! On his behalf

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: اپنے ساتھیوں سے پوچھ لیں اور تھوڑی سی روایت کا بھی خیال رکھا کریں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں ان کو سوال کر لینے دیں، آپ کا سوال آگے آجائے گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 1102 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں پی سی ایس افسران کی تعیناتی کا تناسب و دیگر تفصیلات

*1102: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں پی سی ایس افسران اور سی ایس پی افسران کی تعیناتی کس تناسب سے کی جاتی ہے؟

(ب) وفاقی حکومت کے کس کیڈر کے افسران کو صوبہ پنجاب میں تعینات کیا جاتا ہے نیز گریڈ 18، 17 اور 19 میں کس شرح تناسب سے صوبہ پنجاب میں تعینات کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا1994 میں کوئی ایسا قانون بنایا گیا تھا جس میں پی سی ایس افسران اور سی ایس پی افسران کی صوبہ پنجاب میں تعیناتی کی شرح تناسب مقرر کی گئی تھی، اگر ہاں تو قانون کا مکمل حوالہ دے کر وضاحت فرمائیں؟

(د) ایسے سی ایس پی ملازمین کی فہرست ایوان میں فراہم کی جائے جو پانچ سال سے زائد عرصہ سے صوبہ پنجاب میں ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں پی سی ایس افسران اور سی ایس پی افسران کی تعیناتی Inter Provincial Coordination Committee فارمولا کے تحت کی جاتی ہے، جس کا فیصلہ 19۔ستمبر 1993 میں وزیر اعظم پاکستان اور صوبائی حکومتوں کے نمائندوں کے مابین ایک میٹنگ میں ہوا تھا جس میں تمام صوبوں میں سی ایس پی افسران کی شرح تعیناتی مقرر کی گئی تھی۔اس فارمولا کے مطابق صوبہ پنجاب میں وفاقی افسران کی مقرر کردہ شرح تعیناتی حسب ذیل ہے:۔

گریڈ	گریڈ	گریڈ	گریڈ	گریڈ
17	18	19	20	21
25%	40%	50%	60%	65%

(ب) وفاقی حکومت صوبہ پنجاب میں ڈی ایم جی کیڈر کے افسران کو تعینات کرتی ہے جس میں ان کی شرح تناسب مندرجہ ذیل ہے:۔

گریڈ17	25فیصد
گریڈ18	40فیصد
گریڈ19	50فیصد

(ج) اس سوال کا جواب جز (الف) میں دیا جا چکا ہے۔

(د) ایسے سی ایس پی افسران جو عرصہ پانچ سال سے زائد صوبہ پنجاب میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں ان کی فہرست پرچہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس میں معزز وزیر سے صرف دو ضمنی سوال ہیں۔

جناب سپیکر: پہلے ایک سوال کریں پھر میں دیکھوں گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر !اس معزز ایوان کی ایک کمیٹی بنی تھی جس میں آپ کے والد محترم رانا پھول صاحب (مرحوم) بھی ممبر تھے اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب بھی اس کمیٹی کے ممبر تھے۔اس کمیٹی نے ایک decision کیا تھا کہ provincial Cadre اور Federal Cadre کے لوگوں کی اس اس ratio کے تحت تعیناتی کی جائے گی-اب گزشتہ دو سالوں سے یہ مسئلہ زیر بحث ہے۔ معزز وزیر قانون صرف یہ بتادیں کہ اس کمیٹی کی جو رپورٹ تھی اس پر کتنے فیصد عمل ہو چکا ہے، کتنے فیصد باقی ہے اور یہ بھی بتادیں کہ باقی جن پر عملدرآمد نہیں ہوا وہ اس پر کب تک عملدرآمد کروادیں گے ؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!نولاٹیا صاحب نے جس کمیٹی کا ذکر کیا ہے میں اس کمیٹی میں موجود تھا اس کمیٹی نے جو after recommendations deliberation دی تھیں ان پر تقریباً 85 فیصد عمل ہو چکا ہے اور باقی بھی in progress ہے- چونکہ اس میں ان کی promotion کا معاملہ ہے کچھ different courses کا معاملہ ہے اس پر حکومت پوری توجہ سے عملدرآمد کروارہی ہے اور انشاء اللہ یہ at par ہماری کوشش ہے کہ within next one year پی سی ایس افسران کے جو بھی حقوق ہیں وہ انہیں دیئے جائیں۔انہوں نے جس رپورٹ کا ذکر کیا ہے یہ 19۔ ستمبر 1993 کے حوالے سے جانی جاتی ہے انشاء اللہ اس کی تمام recommendations پر hundred percent عمل ہو جائے گا۔اس کمیٹی کی negotiation اور recommendations ہیں اس کے بعد پی سی ایس افسران کی یا Provincial Cadre افسران کے حالات کار اور دوسرے معاملات میں 180 ڈگری difference آیا ہے اور ان میں بہتری ہوئی ہے-

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!میرا یہ سوال نہیں تھا- میں دوبارہ بتا دیتا ہوں کہ 1993 میں جو House کی کمیٹی تھی اس نے جو recommendations دی تھیں میں ان recommendations پر implementation کی بات کر رہا ہوں- میں وہ بات نہیں کر رہا کہ اس کمیٹی کی recommendations پر عملدرآمد کے لئے ایک سال پہلے موجودہ حکومت نے جو کمیٹی بنائی تھی جس میں معزز لاء منسٹر ممبر تھے میں اس کمیٹی کی implementation کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ محترم لاء منسٹر صاحب ایک سال پہلے بننے والی کمیٹی کی recommendations کا جواب دے رہے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ 1993 میں جو اس ایوان کی کمیٹی تھی اس میں سردار ذوالفقار خان کھوسہ اور آپ کے والد محترم رانا پھول خان صاحب بھی ممبر تھے۔ایوان کی اس کمیٹی نے جو 1993 میں متفقہ

فیصلہ کیا تھا اس پر اٹھارہ سال گزرنے کے باوجود عملدرآمد نہیں ہوا۔ محترم لاء منسٹر صاحب صرف یہ بتا دیں کہ 1993 کی کمیٹی کی جو total recommendations تھیں ان پر کتنے percent عمل ہوا ہے؟ یہ مجھے اپنی کمیٹی کی رپورٹ نہ دیں۔ شکریہ

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے جس کمیٹی کا ذکر کیا ہے جسے موصوف فرما رہے ہیں کہ اپنی کمیٹی، وہ کمیٹی میں کوئی گھر سے بنا کر نہیں لایا تھا بلکہ وہ کمیٹی اسی House نے بنائی تھی اور اس کمیٹی کا بنیادی مقصد ہی یہ تھا کہ 1993 میں جو کیبنٹ کمیٹی بنی تھی اس کی جو recommendations تھیں ان پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ ان پر عملدرآمد کرنے کے لئے لائحہ عمل مرتب کیا جائے کیونکہ پی سی ایس افسران کی ایسوسی ایشن کا مطالبہ اور protest ہی یہ تھا کہ 1993 کی کیبنٹ کمیٹی کی جو recommendations تھیں ان پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ اس کمیٹی نے ان تمام چیزوں کا جائزہ لیا اور جو عملدرآمد نہیں ہوا تھا ان پر عملدرآمد کرنے کے لئے ایک procedure طے کیا گیا اور اس پر عمل کیا جا رہا ہے اور میں نے عرض کیا ہے کہ 85 percent تک عمل ہو چکا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنی بات کر لی ہے اب ان کو بھی بات کرنے دیں۔ پلیز ایسے نہیں۔ آپ اکیلے نہیں دوسروں کو بھی حق دیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جز (د) میں پوچھا گیا تھا کہ ایسے سی ایس پی افسران جو عرصہ پانچ سال سے زائد صوبہ پنجاب میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں ان کی یہ لسٹ مجھے دی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو افسران 94-1990 میں تھے کتنے عرصے بعد ان کا تبادلہ ہونا چاہئے، یہ جو 94,95-1990 اور 1997 سے یہاں پر ہیں انہیں اب تک تبدیل کیوں نہیں کیا گیا؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت کی صوابدید ہے کہ دو حکومتیں اپنے level پر negotiations کے بعد کچھ افسران کو retain کریں اور کچھ کو بحوالہ فیڈرل گورنمنٹ کریں۔ اس سلسلے میں معاملات چلتے رہتے ہیں۔ پچھلے سالوں میں تقریباً 145 افسران پہلے تھے اور اس وقت 84 کام کر رہے ہیں، اس سلسلے میں جن افسران کی صوبہ سے باہر تعیناتی کا عرصہ کم تھا انہیں بتدریج بھیجا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں۔محترمہ!آپ کی بڑی مہربانی۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!وزیر موصوف یہ تو بتادیں کہ کتنے پی سی ایس افسران پنجاب کے محکموں کے سیکرٹری لگے ہوئے ہیں اور کتنے سی ایس ایس افسران تعینات ہیں تاکہ ہمیں ان کے تناسب کا تو پتا چلے کہ پنجاب کے محکموں میں کتنے فیصد لوگوں کو لگایا گیا ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!یہ تو fresh question بنتا ہے اگر آپ کہیں تو میں ان کو یہ information لے کر فراہم کر دوں گا۔

جناب سپیکر:جی،ہاں یہ fresh question بنتا ہے۔اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:جناب سپیکر!سوال نمبر2266(معزز خاتون ممبر نے میاں طارق محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا:جی،ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں کمشنرز کی تعیناتی میں وفاقی وصوبائی آفیسرز کا تناسب

*2266:میاں طارق محمود:کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں کمشنر کی کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر جن آفیسران کو تعینات کیا گیا ہے،ان کے نام،عہدہ،گریڈ اور ان کا تعلق کس سروس سے ہے؟

(ج) ان میں سے کتنے افسران کا تعلق وفاقی سروس اور کتنے کا تعلق پی سی ایس سے ہے؟

(د) کیا ان کی تعیناتی میں وفاقی سروس اور پی سی ایس سروس کا کوئی تناسب ہے تو اس کی تفصیل بتائیں نیز جن افسران کو اس وقت بطور کمشنر تعینات کیا ہے ان میں پی سی ایس افسران کو تعینات کیوں نہیں کیا گیا؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ میں کمشنر کی کل اسامیوں کی تعداد 9 ہے۔

(ب) کمشنرز کے عہدہ پر کام کرنے والے افسران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

LIST OF COMMISSIONERS

Sr. No	Division	Name of Officer	Date of Posting
1	Lahore	Mr. Khusro Pervaiz Khan, (DMG/BS-20)	14-11-2009
2	Gujranwala	Mr. Khalid Masood Chaudhry (DMG/BS-20)	14-11-2009
3	Rawalpindi	Mr. Haseeb Athar, (DMG/BS-20)	
4	Sargodha	Mr. Ijaz Ali Zaigham, (DMG/BS-20)	14-11-2009
5	Faisalabad	Capt. (Retd.) Zahid Saeed (DMG/BS-20)	14-11-2009
6	Multan	Capt. (Retd) Muhammad Ali Gardezi (DMG/BS-20)	14-11-2009
7	Sahiwal	Mr. Tariq Mahmood khan, (DMG/BS-20)	14-11-2009
8	DeraGhazi Khan	Mr. Hassan Iqbal DMG/BS-20)	14-11-2009
9	Bahawalpur	Mr. Muhammad Mushtaq Ahmad (DMG/BS-20)	15-11-2009

(ج) کمشنر کے عہدہ پر فائز افسران کا تعلق وفاقی سروس سے ہے۔

(د) کمشنرز کی اسامی کے حوالہ سے وفاقی سروس اور صوبائی سروس کے تناسب کا تاحال تعین نہیں ہو سکا ہے تاہم فی الوقت 9 اسامیوں پر تعینات تمام افسران کا تعلق وفاقی سروس سے ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! اس سوال میں صوبے میں کمشنر کی اسامیوں کا پوچھا گیا تھا۔ اس کا جواب 9۔مارچ 2011 کو آیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ صوبے میں nine Commissioners تعینات ہیں اور ان سب کا تعلق ڈی ایم جی گروپ سے ہے۔ اب دسمبر 2011 ہے تو میں latest صورتحال معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ کیا اس وقت صوبے میں تعینات ہونے والے سارے کمشنروں کا

تعلق بھی ڈی ایم جی گروپ سے ہے؟اسی طرح جواب کے جز(د) میں بتایا گیا ہے کہ کمشنر کی اسامی کے حوالے سے وفاقی سروس اور صوبائی سروس کے تناسب کا تاحال تعین نہیں ہو سکا تو یہ تعین کب تک کر لیا جائے گا؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس وقت جو کمشنرز تعینات ہیں ان میں سے کمشنر ساہیوال قاضی محمد اشفاق کا تعلق پی سی ایس اور باقی سب کا تعلق ڈی ایم جی گروپ سے ہے۔ جہاں تک تعین کا تعلق ہے تو یہ حکومت اور وزیر اعلیٰ کی صوابدید ہے اور تعین کے متعلق کوئی rules نہیں ہیں۔ صوبے کا وزیر اعلیٰ جس کو مناسب اور competent سمجھے اسے بطور کمشنر تعینات کر سکتا ہے۔اس سلسلے میں موجودہ حکومت کی پالیسی کے تحت قطعی طور پر پی سی ایس اور ڈی ایم جی کی کوئی تخصیص نہیں ہے اور اس میں کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا۔ صرف متعلقہ آفیسر کی competency کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ میں یہ واضح کر دوں کہ فیصل آباد ڈویژن میں چار اضلاع ہیں اور ان چاروں میں پی سی ایس افسران تعینات ہیں یعنی ڈی سی او لگے ہوئے ہیں۔اس وقت 36 میں سے 13 ضلعوں کے ڈی سی او صاحبان پی سی ایس گروپ کے افسران ہیں جس کی اس سے پہلے مثال نہیں ملتی۔ جُوں جُوں competent officers پی سی ایس سروس سے اُوپر آئیں گے تو ان کو تعینات کیا جائے گا۔ ہم نے پی سی ایس افسران کی پروموشن کے procedure and process کو بہتر کیا ہے اور اب اس میں competent لوگ آگے آئیں گے۔اس وقت 36 میں سے 13 اضلاع میں پی سی ایس افسران تعینات ہیں، یہ تعداد one third بنتی ہے اور یہ مزید improve ہو سکتی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جواب کے جز(د) میں بتایا گیا ہے کہ "کمشنرز کی اسامی کے حوالہ سے وفاقی سروس اور صوبائی سروس کے تناسب کا تاحال تعین نہیں ہو سکا" جبکہ پچھلے سوال نمبر 1102 کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "صوبہ پنجاب میں پی سی ایس افسران اور سی ایس پی افسران کی تعیناتی Inter Provincial Coordination Committee کے فارمولا کے تحت کی جاتی ہے اور 19۔ستمبر 1993 کے فیصلے کے مطابق گریڈ 20 کے لئے 60 فیصد representation وفاقی سروس کے افسران کی ہے" اس حساب سے تعین تو ہو چکا۔اب از سر نو کون سا تعین کرنا ہے؟ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ صوبے کے اندر ہر دو سروس کے افسران کی بابت جو تناسب 1993 میں مقرر کیا گیا تھا حکومت اس کو letter and spirit میں کب تک implement کرے گی؟ یہاں پر صوبائی سروس کے افسران جو کہ اپنے حق کے لئے struggle کر رہے ہیں ان کے بارے میں بھی یہ بات سامنے آئی ہے کہ

چیف سیکرٹری انہیں victimize کر رہے ہیں۔ کیا حکومت اس victimization کا ازالہ کرنے میں دلچسپی رکھتی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے یہ عرض کروں گا کہ جس تناسب کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ تعین اس بات کا ہے کہ اس صوبے میں اتنے فیصد ڈی ایم جی اور اتنے فیصد پی سی ایس یا Provincial cadre کے افسران ہوں گے۔ یہ کمشنرز اور ڈی سی اوز کی تعیناتی کا تعین نہیں ہے۔ چیف ایگزیکٹوان میں سے جس کو competent سمجھے اسے تعینات کر سکتا ہے۔ جواب میں جو تناسب دیا گیا ہے وہ کمشنر یا ڈی سی۔او کی تعیناتی کے حوالے سے نہیں بلکہ یہ overall ہے۔ معزز ممبر نے اپنے سوال کے دوسرے حصے میں victimization کا ذکر کیا ہے۔ اس حوالے سے میں عرض کروں گا کہ یہ تاثر قطعی طور پر غلط ہے، کوئی victimization نہیں ہو رہی بلکہ ہماری حکومت کے چار سالوں کے دوران پی سی ایس افسران کو جو سہولتیں اور promotions دی گئیں ہیں وہ پچھلے ساٹھ سالوں میں unprecedented ہیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! جواب میں کہا گیا ہے کہ حسیب اطہر راولپنڈی ڈویژن کے کمشنر ہیں، یہ جواب مارچ 2011 میں آیا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ حسیب اطہر صاحب کی بطور کمشنر راولپنڈی ڈویژن تاریخ تعیناتی کیا ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جواب 9۔مارچ 2011 کو موصول ہوا تھا اور اب اس وقت موجودہ صورتحال کے مطابق بعض جگہوں پر کمشنرز تبدیل ہو چکے ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق اس وقت راولپنڈی میں زاہد سعید کمشنر ہیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! مارچ 2011 میں بھی یہی تھے، یہ وہاں پر گزشتہ ڈیڑھ سال سے کمشنر تعینات ہیں اس لئے میرا موقف یہ ہے کہ جواب غلط دیا گیا ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو check کرا لیتا ہوں۔ میری اطلاع یہی ہے کہ اس وقت وہاں پر زاہد سعید بطور کمشنر تعینات ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! سوال نمبر 2267، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں طارق محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی سی ایس ایگزیکٹو کے 1992 میں بھرتی افسران کی ترقی کا مسئلہ

*2267: میاں طارق محمود: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1992 میں پی سی ایس ایگزیکٹو گریڈ 17 میں بھرتی ہونے والے افسران کی ابھی تک پروموشن نہیں ہوئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پانچ سال کے بعد ان کی پروموشن due ہے جبکہ ان کو 16 سال سے زائد عرصہ بھرتی ہوئے گزر چکے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کی پروموشن آٹھ ہفتے کی لازمی ٹریننگ کا بہانہ بنا کر نہیں کی جارہی ہے حالانکہ یہ ٹریننگ حکومت نے دینی ہے نہ کہ ان افسران نے زبردستی حاصل کرنا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پروموشن کے لئے اسامیاں بھی خالی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان افسران کو پروموشن دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) PMS، BS-17 سے BS-18 کے سروس رولز کے مطابق پانچ سال کی سروس مکمل کرنے کے بعد PMS ملازمین ترقی کے لئے اہل ہو جاتے ہیں نہ کہ ان کو ترقی دینا لازمی ہو جاتا ہے۔ ترقی کے لئے کسی افسر کی اہلیت اور فٹنس جانچنے کے لئے PSB-II کے ممبران، آفیسرز کو case to case کی بنیاد پر جانچتے ہیں جس کے لئے مندرجہ ذیل اہلیت و معیار پر پورا اترنا نیز خالی سیٹوں کی دستیابی ضروری ہے۔

I. محکمانہ ٹریننگ کی کامیاب تکمیل

II. مکمل سروس ریکارڈ (Free of Adverse remarks)

III. انکوائری کا نہ ہونا۔ (No enquiry)

IV. اچھی شہرت کا حامل ہو۔

V. BS-18 میں ترقی کے لئے پوسٹیں دستیاب ہوں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔مذکورہ ٹریننگ کا انتظامی ادارہ MPDD ہے اور اس ٹریننگ کا انعقاد MPDD کے شیڈول کے مطابق ہر سال ایک مرتبہ کیا جاتا ہے۔ٹریننگ میں نامزدگی کے لئے سنیارٹی کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

i. EX-PCS اور PSS کیڈر کے BS-17 افسران میں سے بالترتیب 21 اور 9 افسران کو ٹریننگ کے لئے نامزد کیا جاتا ہے۔

ii. 2008 میں MPDD کے جاری شیڈول کے مطابق 30 افسران کو ماہ ستمبر میں ٹریننگ کے لئے نامزد کیا تھا۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)تاہم ماہ رمضان میں عوام کو سستی اور معیاری اشیائے خورد و نوش مہیا کرنے کی مہم کی وجہ سے اور جناب وزیراعلیٰ پنجاب کے احکامات کی روشنی میں یہ ٹریننگ عوام کے وسیع تر مفاد میں منسوخ کر دی گئی۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

iii. مزید براں دسمبر 2008 میں محرم الحرام کے شروع ہونے کی وجہ سے MPDD نے 2008 کی ٹریننگ کو Re-Schedule کر کے 26 جنوری 2009 سے شروع کرنے کے لئے کہا اور S&GAD نے نئے شیڈول کے مطابق مذکورہ بالا 30 افسران کو مطلع کر دیا ہے۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) یہ درست نہ ہے کیونکہ تمام دستیاب اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے PSB-II کی میٹنگ 29-9-2008 کو ہوئی تھی اور اہل افسران کو BS-18 میں ترقی دے دی گئی تھی اور اب کوئی پوسٹ پروموشن کوٹا میں ترقی کے لئے دستیاب نہ ہے۔

(ہ) جی ہاں افسران کی ترقی میں حکومت پنجاب (S&GAD) کی طرف سے کوئی امر مانع نہ ہے۔ تاہم ان کی ترقی پوسٹوں کی دستیابی اور ریگولیشن ونگ ایس اینڈ جی اے ڈی کے جاری کردہ مراسلہ نمبر SOR-II(S&GAD)2-17/2002 جس کو گورنر پنجاب کی منظوری حاصل ہے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) کے مطابق تربیتی کورس کو بھی ترقی کے لئے لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! جواب کے جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ "2008 میں MPDD کے جاری شیڈول کے مطابق 30 افسران کو ماہ ستمبر میں ٹریننگ کے لئے نامزد کیا گیا تھا۔تاہم ماہ رمضان میں عوام کو سستی اور معیاری اشیاء خورد و نوش مہیا کرنے کی مہم کی وجہ سے اور جناب وزیر

اعلیٰ پنجاب کے احکامات کی روشنی میں یہ ٹریننگ عوام کے وسیع تر مفاد میں منسوخ کر دی گئی۔"اڑھائی سال کا عرصہ گزر چکا ہے تو کیا ان 30 افسران کو ٹریننگ دی جا چکی ہے اور اب تک کتنے ملازمین کو promotions مل چکی ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جز(ج) سے متعلق latest position کا پوچھا ہے۔ میں اس کی latest position پڑھ دیتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ ان کی promotion کے لئے آٹھ ہفتے کی ٹریننگ لازمی ہے تاہم 2009 سے جولائی 2011 تک 225 افسران کو ٹریننگ پر بھیجا جا چکا ہے اور یہ بھی unprecedented ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں اس عرصے کے دوران افسران کی ٹریننگ کرائی گئی ہے۔ اسی طرح 35 افسران پر مشتمل ایک مزید گروپ 30-01-2012 سے ٹریننگ پر جانے کے لئے تیار ہے یعنی اب تک 225 افسران کی ٹریننگ ہو چکی ہے اور 35 افسران کو مورخہ 30-01-2012 سے ٹریننگ پر بھیجا جا رہا ہے۔ کم و بیش within next six month سارے کا سارا backlog clear ہو جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ڈی ایم جی گروپ کو پی سی ایس افسران کے اوپر فوقیت دینے کی کیا وجوہات ہیں، جب آپ پی سی ایس افسران کو promotion ہی نہیں دیں گے تو پھر وہ آگے کیسے آئیں گے؟ obviously جب ان کا گریڈ کم ہوگا، ان کی promotion رُک جائے گی تو پھر بہانہ مل جائے گا کہ یہاں پر ڈی ایم جی گروپ کے افسران کو ہی تعینات کرنا ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ ڈی ایم جی افسران کو پی سی ایس افسران پر فوقیت کیوں دی جاتی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہم نے اس uneven treatment کو دُور کرنے کے لئے بہت ہی بہتر انداز سے کام کیا ہے باقی کسی بھی پی سی ایس یا Provincial Cadre کے آفیسر کو ڈی ایم جی پر یا ڈی ایم جی کو پی سی ایس کے اوپر ترجیح دینے کا کوئی قانون، rules اور نہ ہی اس کی کوئی اجازت ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ سب کچھ تب ہوا جب یہ پی سی ایس افسران سڑکوں پر آئے، انہوں نے شور مچایا اور جلوس نکالے۔ یہ سب کچھ صرف صوبہ پنجاب میں ہو رہا ہے، ایسا کیوں ہو رہا ہے اور اس کا جواب دے دیں کہ ایسا کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تاثر بالکل غلط ہے۔ پی سی ایس افسران کو جو بھی دیا گیا وہ اُس کمیٹی کی negotiations کے نتیجے میں دیا گیا جس کمیٹی کو میں نے head کیا اور اُس کمیٹی میں اُن کے ساتھ جو طے ہوا تھا اُس کے بعد اُن کے چند لوگ خواہ مخواہ اور غلط اشاروں پر احتجاج پر گئے۔ اُن کے اُس احتجاج کے بعد اُن طے شدہ چیزوں میں کوئی اضافہ ہوا، نہ کوئی کمی ہوئی اس لئے اُن کے ساتھ on table بیٹھ کر اُن کا حق طے کیا اور اُس پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ اُن کی پروموشن نہیں ہوئی تو پھر اُن کی کیا شنوائی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے یہ جواب 28۔جون 2009 کو موصول ہوا تھا۔ میں نے یہاں کہا ہے کہ یہ ساری negotiations اُس کے بعد ہوئی ہیں اور طے شدہ agreement پر 85 فیصد عملدرآمد ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال رانا آصف محمود صاحب کا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 3153, (معزز ممبر نے آصف محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

کوارٹرز 4/3 رومز کی الاٹمنٹ Parent سکیم میں شامل کرنے کا مسئلہ

*3153: رانا آصف محمود: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنوری 2009 کی سرکاری کوارٹرکی الاٹمنٹ پالیسی کے تحت سنگل روم، ٹو روم جونیئر اور ٹو روم سینئر کوارٹرز کی الاٹمنٹ Parent Scheme کے تحت سرکاری ملازمین کو ہو سکتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پالیسی کے تحت 4/3 روم کوارٹرز کی الاٹمنٹ میں Parent Scheme کی سہولت نہ ہے، خواہ متعلقہ ملازم کے بیٹے/بیٹی کی entitlement بھی ہو؟

(ج) کیا حکومت 4/3 روم کوارٹرز کی الاٹمنٹ بھی Parent Scheme سکیم میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صرف مجاز محکمہ جات کے ملازمین کی حد تک درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) نہیں، کیوں کہ 3-4 رومز کیٹیگریز میں گریڈ17 کے افسران بھی رہائش پذیر ہوتے ہیں جن کی لاہور سے باہر ٹرانسفر ہوتی رہتی ہے۔ نیز حکومت کو اپنی رواں ضروریات کے لئے ان رہائش گاہوں کی ضرورت رہتی ہے اس لئے 3-4 رومز اور اس سے بالا تمام کیٹیگریز میں Parent Concession Scheme کی سہولت موجود نہ ہے۔ یہ سہولت صرف چھوٹے ملازمین کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف اہل محکمہ جات کے ملازمین کو دی گئی ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(ج) کے حوالے سے ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اب تک کتنے ملازمین کو rules suspend کر کے 3/4 رُوم کے گھر parent scheme کے تحت الاٹ کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جز (ج) میں ہے کہ کیا حکومت 3/4 رُوم کوارٹر کی الاٹمنٹ بھی parent scheme میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ تو اس کا جواب ہے کہ، نہیں۔ کیونکہ 3/4 رُوم کیٹیگری میں گریڈ۔17 کے افسران بھی رہائش پذیر ہوتے جن کی لاہور سے باہر ٹرانسفر ہوتی رہتی ہے تو اس میں معزز ممبر جو انفارمیشن مانگ رہے ہیں وہ انفارمیشن اس سوال کے جز(ج) کے تحت تو نہیں بنتی۔ اگر معزز ممبر یہ چاہتے ہیں تو میں ان کو انفارمیشن لے کر فراہم کر دوں گا۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! محترم وزیر قانون یہ انفارمیشن Monday کو بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، بتادیں گے۔ اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 4178,

(معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں کرپشن کے مقدمات کی تفصیلات

*4178: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں سال 2007 اور 2008 میں کرپشن کے کتنے مقدمات درج کئے گئے؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں کتنے مقدمات کا چالان عدالتوں میں پیش کیا جا چکا ہے، کتنے مقدمات ابھی زیر تفتیش ہیں اور کتنے مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈ منسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں سال 2007 میں 137 اور سال 2008 میں 194 مقدمات درج ہوئے۔

(ب)

(I) مذکورہ عرصہ میں کل 102 مقدمات کے چالان انٹی کرپشن عدالت میں پیش کئے جا چکے ہیں۔

(II) مذکورہ عرصہ کے ابھی 5 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔

(III) مذکورہ عرصہ میں 326 مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ سوال محکمہ انٹی کرپشن کے بارے میں ہے۔ میں ایک وضاحت کر کے ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گا۔ جب کسی سرکاری ملازم کے خلاف کوئی انکوائری ہو اور وہ چار دفعہ گنہگار ثابت ہو تو پھر اُس کا چالان عدالت میں جاتا ہے۔ پہلے ابتدائی انکوائری میں مجرم ثابت ہو تو پھر ریگولر انکوائری لگائی جاتی ہے۔ اگر اُس کو ریگولر انکوائری میں مجرم قرار دیا جائے تو پھر اُس کو موقع دیا جاتا ہے اور پرچہ دیا جاتا ہے۔ پرچہ درج ہونے کے بعد وہ گنہگار ثابت ہو تو پھر اُس کے خلاف judicial action کیا جاتا ہے اور اُس کے بعد اُس کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ حالت یہ ہے کہ اتنی دیر تک سائلین تھک کر بیٹھ چکے ہوتے ہیں۔ کیا یہ سرکاری ملازم کو ریلیف دینے والی بات نہیں ہے کہ اگر تین ریگولر انکوائریوں میں وہ گنہگار ثابت ہو تو پھر اُس کے خلاف کارروائی ہوگی؟ 08-2007 کے مقدمات ابھی تک زیر تفتیش ہیں یعنی پانچ سال بعد بھی اُن میں سے پانچ مقدمات ابھی تک زیر تفتیش ہیں اور یہ مقدمات درج ہونے سے پہلے بھی کوئی دو سال انکوائریوں میں لگے ہوں گے۔ 137 اور 194 یہ تقریباً سواتین سو مقدمات بنتے ہیں اور یہ مقدمات ابھی عدالتوں کے اندر دس سال چلیں گے۔ میں محترم وزیر

قانون سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر عوام الناس کو ریلیف دینا ہے تو کیا یہ انٹی کرپشن کے اتنے lengthy procedure کو بہتر کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب بڑا مختصر ہے میں اس کو ذرا پڑھ دیتا ہوں تاکہ یہ پوزیشن واضح ہو جائے۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں سال 2007 میں 137 اور سال 2008 میں 194 مقدمات درج ہوئے۔

(ب)

(I) مذکورہ عرصہ میں کل 102 مقدمات کے چالان انٹی کرپشن عدالت میں پیش کئے جا چکے ہیں۔

(II) مذکورہ عرصہ کے ابھی 5 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔

(III) مذکورہ عرصہ میں 326 مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر پانچ مقدمات زیر تفتیش ہیں تو 326 مقدمات کے فیصلے بھی ہو چکے ہیں۔ جہاں تک ان پانچ مقدمات کی بات ہے تو چونکہ یہاں پر case to case specific information درج نہیں ہے لیکن میں اپنی انفارمیشن کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ یہ زیر تفتیش مقدمات اس لئے نہیں ہوتے کہ ان کی تفتیش مکمل نہیں ہو رہی ہوتی بلکہ اس میں ہوتا یہ ہے کہ ملزمان بیرون ملک چلے جاتے ہیں یا گرفتار نہیں ہوتے پھر اس میں عدالتوں سے stay ہو جاتا ہے اور بعض مقدمات میں تین تین سال تک stay چلتے ہیں۔ اس میں مختلف وجوہات ہوتی ہیں اگر یہ وجوہات نہ ہوں تو کسی بھی مقدمے کو اتنا عرصہ تفتیش میں نہیں لگ سکتا۔ جس process کا انہوں نے ذکر کیا وہ پورا process within 30 or 35 days complete ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن کے اندر بہت زیادہ کرپشن ہے تو What is the accountability procedure of Anti Corruption? اور اس سے link دوسرا سوال یہ ہے کہ اس وقت پنجاب میں ہماری جو پولیٹیکل گورنمنٹ ہے اُس میں انٹی کرپشن کا کون انچارج ہے اور انہوں نے ان سے آخری دفعہ کب میٹنگ کی؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ انٹی کرپشن کے سربراہ ڈی جی انٹی کرپشن عابد جاوید صاحب ہیں جو بڑے سینئر اور well reputed officer ہیں۔ جہاں تک اس معاملے میں انچارج انٹی کرپشن کا تعلق ہے تو اس محکمہ کا Administrative Head ڈی جی انٹی کرپشن ہوتا ہے اور اس کے political head کی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے کیونکہ آپ کے علم میں ہے کہ اس محکمہ کے معاملات politics سے ہٹ کر ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میں محترم وزیر قانون کے سوال سے مطمئن ہوں وہ اس لئے کہ ڈی جی انٹی کرپشن تو اس محکمہ کا سربراہ ہے، accountability تو منتخب حکومت نے کرنی ہوتی ہے تو ڈی جی یا اس محکمہ کا سپاہی، وہ تو ایک ہی چٹے کے بٹے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس میں ہمارا کیا role ہے، کیا ہم نے اُن کے فیصلوں کو بہروں اور گونگوں کی طرح ہی قبول کرنا ہے، اگر انٹی کرپشن والے ہی کرپٹ ہوں تو ہم کس لئے منتخب ہوئے ہیں اس میں ہمارا یا ہماری حکومت کا کیا role ہے، پوری دنیا میں حکومتیں اسی لئے ہوتی ہیں کہ ہم نے ان کو بیلنس کرنا ہے، اگر ڈی جی صاحب ہی وزیراعلیٰ بن جائیں تو اس میں ہمارا کیا role ہے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ انٹی کرپشن کی internal working میں موجودہ قانون کے مطابق کسی political role کی گنجائش موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ پرائیویٹ ممبر ڈے پر کوئی چیز لے کر آئیں تو پھر اس پر بات کریں گے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ اُلفت!

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! ابھی وزیر قانون صاحب نے کہا کہ ملزمان باہر بھاگ جاتے ہیں، اُس کے بعد پکڑے نہیں جاتے تو ہم اتنے بے بس کیوں ہیں اور ہماری پکڑ اتنی کمزور کیوں ہے کہ وہ آرام سے بھاگ جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ملزم کہتا ہے کہ میں اپنے عزیزوں سے ملنے کے لئے جارہاہوں اور اُن کے نام ECL میں ہوتے ہیں وہ اس کے باوجود چلے جاتے ہیں تو ان تمام چیزوں کا محترمہ خود بہتر جواب دے سکتی ہیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! یہ کوئی جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ رہنے دیں۔آپ مہربانی کریں۔آپ کا بھی شکریہ، اُن کا بھی شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ [*******] (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: انہوں نے کیا کہا ہے۔انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ محترمہ! آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔یہ بات غلط ہے۔ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔آپ تشریف رکھیں۔آپ کی مہربانی۔یہ وقفہ سوالات ہے۔اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4402 ہے۔

ضلع شیخوپورہ، پانی چوری کے مقدمات کی تفصیلات

*4402: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں جنوری تا اگست 2009 محکمہ انٹی کرپشن نے محکمہ انہار میں رشوت کے زور پر پانی چوری کے کتنے لوگوں کو گرفتار کیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا عرصہ کے دوران پٹواری بھی پانی چوری کے عوض رشوت لیتے ہوئے بھی پکڑے گئے؟

(ج) محکمہ انٹی کرپشن نے محکمہ انہار میں پانی چوری کرنے والے لوگوں کو کتنا جرمانہ اور کتنی سزا دلوائی؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر سروسزاینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان):

(الف) پانی کی چوری انٹی کرپشن کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔تاہم اس ضمن میں رشوت کا کوئی معاملہ انٹی کرپشن کے سامنے نہ آیا۔لہذا مذکورہ عرصہ میں انٹی کرپشن نے کوئی کارروائی نہ کی۔

(ب) کوئی پٹواری نہر رشوت لیتے ہوئے مذکورہ عرصہ میں نہیں پکڑا گیا کیونکہ کسی متاثرہ فریق نے ریڈ کے لئے انٹی کرپشن سے رجوع ہی نہیں کیا۔

(ج) پانی چوری کرنے والوں کے مقدمات نہ تو انٹی کرپشن درج کرتی ہے اور نہ ہی انٹی کرپشن جج سماعت کرتا ہے۔پانی چوری مقامی پولیس کا معاملہ جو کہ عام عدالتوں میں سماعت ہوتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) کا جواب دیا گیا ہے کہ پانی کی چوری انٹی کرپشن کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ جز(ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ کیونکہ کسی متاثرہ فریق نے ریڈ کے لئے انٹی کرپشن سے رجوع نہیں کیا اس لئے کوئی مقدمہ درج نہیں ہوا یا پکڑ نہیں ہوئی۔ جز(ج) میں ہے کہ پانی چوری کرنے والوں کے مقدمات نہ تو انٹی کرپشن درج کرتی ہے اور نہ ہی انٹی کرپشن جج سماعت کرتا ہے۔پانی چوری مقامی پولیس کا معاملہ جو کہ عام عدالتوں میں سماعت ہوتا ہے۔اس کی وضاحت فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر سروسزاینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر اس میں معزز ممبر نے جو بات کی ہے، اس میں تھوڑا ابہام ہے یعنی اگر مقدمہ پانی کی چوری کا ہوگا تو وہ پولیس PPC کی general provisions یا دوسرے قوانین کے مطابق درج ہوگا۔اگر شکایت یہ ہوگی کہ کسی نہر کے کسی سرکاری اہلکار نے رشوت لے کر پانی چوری کرایا ہے تو پھر وہ معاملہ انٹی کرپشن سے متعلق ہوگا اس لئے پانی کی چوری انٹی کرپشن شیڈول کا offence نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 5041 ہے۔(معزز ممبر نے سردار خالد سلیم بھٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

سال08-2007، ضلع وہاڑی سکالرشپ، شادی گرانٹ کی وصول ہونے والی درخواستوں کی تفصیلات

*5041: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال08۔2007 کے دوران ضلع وہاڑی سے کتنی درخواستیں سکالرشپ، شادی گرانٹ، ڈیتھ گرانٹ اور ماہانہ امداد کی وصول ہوئیں، درخواست دہندگان کے نام وپتاجات بتائیں؟

(ب) کتنی درخواستوں پر فیصلہ ہو چکا ہے اور چیک تقسیم ہو چکے ہیں؟

(ج) کتنی درخواستیں کس کس دفتر میں کس کس بناء پر pending ہیں، یہ درخواستیں کب سے pending ہیں؟

(د) کتنی درخواستیں فنڈز کی کمی کی وجہ سے pending ہیں فنڈز کی فراہمی کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) مالی سال08-2007 کے دوران ضلع وہاڑی میں وظیفہ جات کی 1016، شادی گرانٹ 525، ڈیتھ گرانٹ 397 اور ماہانہ امداد کی 120 درخواستیں وصول ہوئیں۔درخواست دہندگان کے نام وپتاجات کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام موصولہ درخواستوں پر فیصلہ ہو چکا ہے اور چیک بھی جاری ہو چکے ہیں۔

(ج) فنڈز مہیا کر دیئے گئے اور اب کوئی درخواست pending نہیں ہے۔

(د) فنڈز مہیا کر دیئے گئے اور اب کوئی درخواست pending نہیں ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کتنی درخواستوں پر فیصلہ ہو چکا ہے اور چیک تقسیم ہو چکے ہیں؟ اس کا جواب آیا ہے کہ تمام موصولہ درخواستوں پر فیصلہ ہو چکا ہے اور چیک بھی جاری ہو چکے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ چیک کب جاری ہوئے ہیں اور کیا یہ cash بھی ہوئے ہیں؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر کا سوال کا جز(ب) تھا کہ کتنی درخواستوں پر فیصلہ ہو چکا ہے اور چیک تقسیم ہو چکے ہیں؟ تو تمام موصولہ درخواستوں پر فیصلہ ہو چکا ہے اور چیک بھی جاری ہو چکے ہیں۔اس میں تاریخ کا ذکر نہیں تھا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلا سوال انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب کا ہے! جی، راجہ صاحب!

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5114 ہے۔

ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5114: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن کی کل افرادی قوت بشمول ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ملازمین کتنی ہے اور اس محکمہ کے لئے سال 10۔2009 کے بجٹ میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ب) محکمہ نے صوبہ بھر میں سال 09–2008 دو سالوں میں کل کتنے چالان مکمل کر کے عدالتوں میں بھیجے ہیں، ان کی ڈویژن وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) محکمہ انٹی کرپشن پنجاب کی کل افرادی قوت بشمول ڈیپوٹیشن 1551 ملازمین پر مشتمل ہے۔ مالی سال 10-2009 کے بجٹ میں محکمہ انٹی کرپشن پنجاب کو -/329920000 روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) محکمہ نے صوبہ بھر میں سال 09–2008 دو سالوں میں کل 1184 چالان مکمل کر کے برائے سماعت عدالتوں میں بھیجے ہیں، ان کی ڈویژن / ریجن وار تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ڈویژن / ریجن	2008	2009
1	ہیڈکوارٹر	7	29
2	لاہور ریجن	94	124
3	گوجرانوالہ ریجن	46	81
4	راولپنڈی ریجن	65	74
5	فیصل آباد ریجن	68	83
6	سرگودھا ریجن	31	61
7	ملتان ریجن	22	82
8	ڈی جی خان	37	30
9	بہاولپور ریجن	101	149
	کل میزان	471	713

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! اس میں جو جواب دیا گیا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ تینتیس کروڑ روپیہ محکمہ انٹی کرپشن کا ایک سال کا بجٹ ہے اور دو سال میں 1184 چالان ہوئے مقدمات عدالتوں

میں بھیجے گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں گریڈ 19 یا اس سے زیادہ گریڈ کے افسران کے کتنے چالان بھیجے گئے ہیں، ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ پٹواری یا کلرک ہتھے چڑھتا ہے تو سینئر افسران کے خلاف کتنی کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر کا جو سوال ہے وہ کافی relevant ہے لیکن اس سوال میں اس قسم کی کوئی information نہیں پوچھی گئی۔ اس میں صرف یہ پوچھا گیا تھا کہ محکمہ انٹی کرپشن میں کل ملازمین کی تعداد کتنی ہے اور وہ بتایا گیا ہے کہ 1551 ملازمین پر مشتمل ہے۔ اس میں گریڈ کے مطابق تفصیل نہیں مانگی گئی تھی۔ اس کے علاوہ چالان کا پوچھا گیا تھا تو 1184 چالان پیش کئے گئے ہیں، ان میں بھی تفصیل نہیں مانگی گئی تھی۔ معزز ممبر اگر یہ تفصیل چاہتے ہیں تو میں محکمہ سے لے کر ان کو پہنچا دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا تو آگے سوال آ رہا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے اسی پر ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: وقت ختم ہو جائے گا تو آپ کا سوال نہیں آئے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! کوئی بات نہیں۔ مجھے اس پر ضمنی سوال کرنے دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، پوچھئے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! محکمہ انٹی کرپشن کا 09-2008 میں سالانہ بجٹ تینتیس کروڑ روپے تھا۔ میرا سوال یہ ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن نے گورنمنٹ کو recovery کتنے پیسوں کی کر کے دی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں recovery ان کے ذمہ نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: اس میں تو چالان ہوتے ہیں اور سزا ہوتی ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر کوئی recovery ہو بھی تو متنازعہ یا bribe money کی recovery ہوتی ہے اور وہ اس مقدمہ کا حصہ ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: وہ رقم مال مقدمہ ہو جاتی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! recovery ہوتی ہے، جب تعمیرات کے حوالے سے ایس ای، ایکس ای این اور ایس ڈی او گورنمنٹ کے پیسے سے کمیشن لیتے ہیں۔یہاں فرض کریں کہ کوئی منصوبہ ایک کروڑ کا ہو اور اس کی رقم دو کروڑ ظاہر کر دیں تو وہ اضافی رقم لی جاتی ہے وہ recovery کی مد میں ڈال کر حکومت پنجاب کے خزانے میں جانی چاہئے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان سالوں کے اندر محکمہ انٹی کرپشن نے حکومت کا پیسا جو سرکاری ملازمین نے خُورد بُرد کیا یا جو زائد تخمینہ جات بنا کر نقصان پہنچایا اس میں سے کتنی رقم محکمہ انٹی کرپشن نے recover کر کے ڈیپارٹمنٹ کو دی ہے؟

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جہاں تک recovery کا آڈٹ رپورٹس کے بعد تعلق ہے تو آڈٹ پیرے بنتے ہیں۔ آپ کے علم میں ہے کہ اس میں پبلک اکاؤنٹ کمیٹی recovery ڈالتی ہے۔ جہاں تک اس معاملے کا تعلق ہے کہ جو رقم خُورد بُرد ہوئی اور اس میں جو recovery ہوئی تو اس بارے میں تفصیل نہیں پوچھی گئی تھی۔ میں محکمہ سے تفصیل لے کر انہیں فراہم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب یہ فرما رہے تھے کہ یہاں recovery نہیں ہوتی تو میں نے وضاحت یہ کی ہے کہ recovery ہوتی ہے۔ اگر یہ پوچھا جاتا کہ recovery کتنی ہوئی ہے یا کتنی نہیں ہوئی تو یہ fresh question بنتا ہے۔ میں یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ recovery ہوتی ہے کیونکہ اس کے قوانین موجود ہیں۔ اس کے علاوہ جو آڈٹ پیروں میں پبلک اکاؤنٹ کمیٹی متعلقہ محکمہ کو آرڈر کرتی ہے کہ اس میں اتنی خُورد بُرد ہوئی ہے اور محکمہ آفیسر کی انکوائری کرے۔ That is totally irrelevant to this question.

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ انہوں نے جواب دے دیا ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم نولاٹیا صاحب کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دوں کہ ایک recovery pre bargain ہوتی ہے جس کا اختیار نیب کو حاصل ہے مثلاً اگر کسی ملزم کے خلاف دو کروڑ روپے کا الزام ہے تو bargaining کر کے دو کروڑ روپے سے کم یا زیادہ کروا سکتا ہے لیکن انٹی کرپشن میں جرم کرنے والے ملزم کو گرفتار کر کے مال مسروقہ کے

طور پر ہی برآمد کیا جاتا ہے۔ جس طرح کی recovery نیب یا آڈٹ پیروں کے ذریعے ہوتی ہے اُس طرح کا اختیار انٹی کرپشن کو نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں انٹی کرپشن کے rules بتا رہا ہوں کہ کوئی بھی guilty افسر جس نے public کے کسی آدمی سے رقم لی ہو وہ مال مقدمہ کے طور پر اُس فرد کو دے دی جاتی ہے۔ اگر کسی افسر نے گورنمنٹ کے پیسے کی embezzlement کی ہو تو لاء منسٹر صاحب مان لیں کہ اُس کی recovery ہوتی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اس سوال میں یہ fresh question بنتا ہے لیکن گورنمنٹ کے پیسے کی recovery انٹی کرپشن کا ادارہ ہی کرتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔ مال روڈ پر واقع سرکاری دفاتر کا کھلے مقام پر منتقل کرنے کا مسئلہ

*327: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں بے ہنگم ٹریفک کی وجہ سے حکومت پنجاب اپنے بیشتر دفاتر کو کسی کھلے مقام پر منتقل کرنا چاہتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ زیادہ تر سرکاری دفاتر و ذیلی دفاتر مال روڈ اور لوئر مال پر موجود ہیں، جن کی وجہ سے ان شاہراہوں پر رش رہتا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب اپنے دفتر و ذیلی دفاتر کسی کھلے مقام پر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کن کن دفاتر و ذیلی دفاتر کو کب تک منتقل کر دیا جائے گا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ فی الحال درست نہ ہے۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ بہت سے سرکاری دفاتر اور ذیلی دفاتر مال روڈ اور لوئر مال پر واقع ہیں جن میں پنجاب حکومت، وفاقی حکومت اور پرائیویٹ کمپنیوں کے دفاتر شامل ہیں۔شہر میں ان دفاتر کی موجودگی کی وجہ سے عوام کو دسترس کی سہولت ہے۔

(ج) جواب اثبات میں نہ ہے۔دفاتر کی منتقلی ایک بہت بڑا منصوبہ ہے جس کے لئے کثیر سرمایہ اور جگہ کی ضرورت ہے۔

سرکاری ملازمین کے لئے بنیوولینٹ فنڈز سے ماہانہ امداد کی تفصیلات

*4187: چودھری محمد اسداللہ: کیاوزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ کسی بھی سرکاری ملازم کی دوران سروس وفات پر اس کی بیوہ یا فیملی ممبر کو حکومت بنیوولینٹ فنڈ سے ماہانہ امداد کرتی ہے،اگر ہاں تو گریڈ وائز تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ موجودہ امداد جو کہ آخری بار 2002 میں بڑھائی گئی تھی حالیہ مہنگائی کی وجہ سے ناکافی ہے کیاحکومت اسے بڑھانے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ امداد میں گریڈ کے لحاظ سے کافی فرق ہے کیاحکومت اس فرق کو کم کرنے کے لئے تیار ہے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ ضلع حافظ آباد کے مستحق ملازمین کو بنیوولینٹ فنڈ سے فنڈز کی کمی کی وجہ سے متواتر امداد نہیں مل رہی،اگر ہاں تو کیاحکومت ضروری فنڈ مہیا کرنے کو تیار ہے نیز جنوری 2006 سے اب تک کتنے فنڈز سالانہ درکار تھے اور کتنے فنڈز مہیا کئے گئے تفصیل بیان کی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ تمام سرکاری ملازم جو کہ دوران سروس وفات پا جاتے ہیں یا ریٹائرمنٹ کے 15 سال کے بعد وفات پا جاتے ہیں تو ان کی بیوگان اور اہل فیملی ممبران کو بہبود فنڈ سے ماہانہ امداد دی جاتی ہے،ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

BS-01to10	Rs.1300PM
BS-11to16	Rs.1700PM
BS-16to17	Rs.3500PM
BS-18to19	Rs.6000PM
BS-20& above	Rs.8000PM

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ موجودہ امداد آخری بار 2002 میں بڑھائی گئی لیکن اس امداد کو مزید نہیں بڑھایا جا سکتا کیونکہ اس وقت بہبود فنڈ بورڈ کی مالی حالت اتنی مستحکم نہ ہے۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے کہ مذکورہ اضافہ میں گریڈ کے لحاظ سے فرق ہے لیکن اس فرق کو دور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ گرانٹ شرح کٹوتی کے حساب سے دی جاتی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے، ضلع حافظ آباد کو ماہانہ امداد 2006 تا 2011 مبلغ۔/ 3,34,51,255 روپے اور مجموعی طور پر مبلغ۔/5,56,94,988 روپے دیئے گئے۔

انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*5202: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کا کل بجٹ مالی سال 09۔2008 اور 10۔2009 کا کتنا تھا؟

(ب) کتنا بجٹ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوا؟

(ج) کتنا بجٹ سرکاری گاڑیوں کی مرمت / پٹرول / ڈیزل پر خرچ ہوا؟

(د) کتنی رقم سے کون کون سی نئی گاڑیاں خرید کی گئیں ان کے نمبر، ماڈل اور قیمت خرید بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) انٹی کرپشن پنجاب کا مالی سال 09-2008 کا کل بجٹ-/332297000 روپے تھا جبکہ موجودہ مالی سال 10-2009 کا کل بجٹ-/329920000 روپے ہے-

(ب) مالی سال 09-2008 میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر کل خرچہ -/223640607 روپے تھا جبکہ مالی سال 10-2009 میں یہ دسمبر 2009 تک کا خرچہ -/119345922 روپے ہے-

(ج) مالی سال 09-2008 میں سرکاری گاڑیوں کی مرمت / پٹرول / ڈیزل پر -/18387797 روپے خرچ ہوئے جبکہ مالی سال 10-2009 میں دسمبر 2009 تک یہ خرچہ -/7084257 روپے ہے-

(د) مالی سال 09-2008 میں ایک عدد ہنڈا سٹی گاڑی نمبری LEG-505 خریدی گئی جس کی قیمت-/1202000 روپے تھی-

انٹی کرپشن رینج گوجرانوالہ میں تھانہ جات کی تعداد ودیگر تفصیلات

*5693: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) انٹی کرپشن رینج گوجرانوالہ میں کون کون سے اضلاع شامل ہیں؟

(ب) اس ریجن میں انٹی کرپشن کے کتنے تھانہ جات کس کس جگہ ہیں؟

(ج) ان تھانوں میں یکم جنوری 2009 سے آج تک کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(د) کتنے افراد کو گرفتار کیا گیا؟

(ہ) اس وقت ان تھانوں کے کتنے ملزمان مفرور ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن ضلع گوجرانوالہ، سیالکوٹ، حافظ آباد، نارووال، گجرات اور منڈی بہاؤالدین پر مشتمل ہے۔

(ب) گوجرانوالہ ریجن کے کل سات تھانے ہیں۔جن کا محل وقوع درج ذیل ہے:۔

1- تھانہ انٹی کرپشن ریجن گوجرانوالہ سیشن کورٹ روڈ گوجرانوالہ
2- تھانہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ، ضلع کونسل ہال گوجرانوالہ
3- تھانہ انٹی کرپشن حافظ آباد، مدریانوالہ روڈ نزد ڈگری کالج حافظ آباد
4- تھانہ انٹی کرپشن سیالکوٹ، برقلعہ سیالکوٹ
5- تھانہ انٹی کرپشن نارووال، کچہری روڈ نارووال
6- تھانہ انٹی کرپشن گجرات، نزد لاری اڈا گجرات
7- تھانہ انٹی کرپشن منڈی بہاؤالدین، صدر روڈ منڈی بہاؤالدین

(ج) ان تھانوں میں یکم جنوری 2009 سے لے کر اب تک 215 مقدمات درج ہو چکے ہیں۔

(د) اب تک 267 افراد کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔

(ہ) اس وقت ان تھانوں کے کل 13 ملزمان مفرور ہیں۔

انٹی کرپشن رینج گوجرانوالہ میں ملازمین کی تعداد ودیگر تفصیلات

*5694: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن رینج گوجرانوالہ میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنے ملازمین کے خلاف یکم جنوری 2009 سے آج تک رشوت وصول کرنے کی شکایت وصول ہوئی ہے؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف یہ شکایت درست ثابت ہوئی ہے ؟

(د) ان ملازمین کے خلاف کیا کیا ایکشن لیا گیا؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں کل149اہلکاران وافسران کام کررہے ہیں۔

(ب) انٹی کرپشن ریجن گوجرانوالہ کے کسی ملازم کے خلاف یکم جنوری2009 سے لے کر تاحال کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) کسی ملازم کے خلاف کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ہے۔

(د) جب کسی اہلکار کے خلاف درخواست ہی دائر نہ ہوئی ہے تو ایکشن لینے کا جواز ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سال08-2007،09-2008اور10-2009کے دوران نئی خریدی گئی گاڑیوں کی تفصیلات

*5962: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال08۔2007، 09۔2008 اور10۔2009 کے دوران حکومت پنجاب نے نئی گاڑیوں کی خرید کی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کل کتنی گاڑیاں خریدی گئیں اور ان پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی، ہر سال کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے نیز یہ گاڑیاں کن کار ڈیلرز سے خریدی گئیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے سال08-2007،09-2008اور10-2009 کے دوران نئی گاڑیاں خرید کی ہیں۔

(ب) سال08-2007میں کل706گاڑیاں خریدی گئیں جن کی مالیت-/976845930روپے ہے۔

سال09-2008میں کل283گاڑیاں خریدی گئیں جن کی مالیت-/835870358روپے ہے۔

سال10-2009میں کل375گاڑیاں خریدی گئیں جن کی مالیت-/1095539158 روپے ہے۔

ڈیلرز کے نام اور ہر سال خرید کی گئی گاڑیوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ تمام تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جی او آر، ماڈل ٹاؤن لاہور۔سرکاری گھروں اور الاٹیز سے متعلقہ تفصیلات

*5963: محترمہ سیمل کامران: کیاوزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی او آر، ماڈل ٹاؤن لاہور میں سرکاری افسران کی رہائش کے لئے گھر ہیں اگر ہاں تو ان کی تعداد اور ایریا وائز بتائی جائے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان رہائش گاہوں میں ایسے افسران بھی رہتے ہیں جن کی ٹرانسفر لاہور سے باہر ہو چکی ہے یا جو ریٹائر ہو چکے ہیں ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رہائش گاہوں میں ان محکموں کے لوگ بھی رہ رہے ہیں جو حکومت پنجاب کے ماتحت نہیں ؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی او آر۔IV ماڈل ٹاؤن لاہور کا رقبہ 17.228 ایکڑ پر مشتمل ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

کل رقبہ جس پر رہائش گاہیں تعمیر کی گئی ہیں:	6.463ایکڑ
خالی رقبہ جس پر لان / سڑکیں وغیرہ واقع ہیں:	10.765ایکڑ
	17.228ایکڑ

جی او آر–IV میں درج ذیل رہائش گاہیں تیار کی گئیں ہیں۔

غزالی فلیٹس	60عدد
خوشنما فلیٹس	180عدد
میزان	240عدد

(ب) اس حد تک درست ہے کہ جو افسران لاہور سے باہر ٹرانسفر ہو چکے ہیں وہ پالیسی کے مطابق لاہور میں سرکاری گھر دو سال یا جب انہیں تعیناتی کی جگہ پر ان کی اہلیت کے مطابق رہائش نہ

مل جائے سرکاری گھر رکھ سکتے ہیں۔تاہم ریٹائرڈ افسران صرف آٹھ ماہ تک سرکاری رہائش اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) جو افسران لاہور سے باہر ٹرانسفر ہو چکے ہیں ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سرکاری ملازمین کی تنخواہ سے ماہانہ کٹوتی و جمع شدہ کل رقم کے اندراج کی تفصیلات

*7249: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملازمین کی ماہانہ پے سلپس پر جی پی فنڈ رقم کی ماہانہ کٹوتی کے ساتھ ساتھ جمع شدہ کل جی پی فنڈ کی رقم کا بھی اندراج ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب ایسے ملازمین جو کہ گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے ممبر ہیں کی تنخواہوں سے ماہانہ قسط کی کٹوتی کر رہی ہے؟

(ج) کیا حکومت جی پی فنڈز کی طرز پر ملازمین کی تنخواہ سے پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کی مد میں کی جانے والی ماہانہ کٹوتی کے ساتھ ساتھ جمع شدہ کل رقم کا اندراج بھی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ ملازمین کی ماہانہ پے سلپس پر جی پی فنڈ رقم کی ماہانہ کٹوتی کے ساتھ ساتھ جمع شدہ کل جی پی فنڈ کی رقم کا بھی اندراج ہوتا ہے۔

(ب) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن ممبر سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے بذریعہ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب(PIFRA نظام کے تحت) ماہانہ قسط کی کٹوتی کر رہی ہے جو ممبر سرکاری ملازمین قلمی(Manual) پے بلوں کے ذریعے تنخواہ لے رہے ہیں یا جن ممبر ملازمین کو ابھی تک PIFRA نظام کے تحت نہ لایا گیا ہے ان کی تنخواہوں سے بذریعہ پے بل، پے آرڈر یا بنک ڈرافٹ کٹوتی کی جاتی ہے۔

(ج) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن اس سلسلے میں آڈیٹر جنرل پاکستان سے رابطہ کر چکی ہے جنہوں نے متعدد بار خط و کتابت کے بعد سرکاری ملازمین کی پے سلپ میں کل جمع

شدہ رقم ظاہر کرنے سے چند تکنیکی وجوہات کی بنا پر معذرت کر لی تھی۔متبادل انتظام کے طور پر کٹوتی کروانے والے تمام ممبر سرکاری ملازمین کی جمع شدہ رقم کی تفصیل پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کی ویب سائیٹ www.pgshf.gop.pk پر میسر ہے ہر ممبر اپنی کٹوتی کی تفصیل دیکھ اور حاصل کر سکتا ہے۔

فیصل آباد ریجن، کرپشن کے مقدمات و دیگر تفصیلات

*7373:چودھری ظہیر الدین خان:کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن میں سال2008اور2009میں کرپشن کے کتنے مقدمات درج کئے گئے،ان کی ضلع وار تفصیل فراہم کی جائے نیز اس ریجن میں کون کون سے اضلاع ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے مقدمات کا چالان عدالتوں میں پیش کیا جا چکا ہے اور کتنے مقدمات ابھی زیر تفتیش ہیں،ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

(ج) عدالتوں میں پیش ہونے والے کتنے مقدموں کے فیصلے ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی زیر التواء ہیں ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن کے اضلاع دوران سال2008-09		سال2008	سال2009
	تھانہACEریجن	109	188
1-فیصل آباد	تھانہACEفیصل آباد	84	91
2-ٹوبہ ٹیک سنگھ	تھانہACEٹوبہ	33	24
3-جھنگ	تھانہACEجھنگ	58	86

(ب)

انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن کے اضلاع/درج مقدمات		2008 درج	2008 چالان	2008 اخراج	2008 زیر تفتیش	2009 درج	2009 چالان	2009 اخراج	2009 زیر تفتیش
	تھانہ ACEریجن	109	45	42	22	188	27	68	93
1-فیصل آباد	تھانہACEفیصل آباد	84	33	47	4	91	19	53	19
2-ٹوبہ ٹیک سنگھ	تھانہACEٹوبہ	33	15	12	6	24	6	15	3
3-جھنگ	تھانہACEجھنگ	58	14	42	2	86	14	46	26

(ج)

تفصیل مقدمات چالان/سزا/بری/زیر التواء	چالان (2008)	سزا (2008)	بری (2008)	زیر التواء (2008)	چالان (2009)	سزا (2009)	بری (2009)	زیر التواء (2009)
فیصل آباد تھانہ ACE ریجن	45	1	11	33	27	—	1	26
تھانہ ACE سرکل	33	—	18	15	19	—	11	8
تھانہ ACE ٹوبہ	15	—	12	3	6	—	3	3
تھانہ ACE جھنگ	14	—	3	11	14	—	-	14

ضلع جھنگ، تھانہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7414: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ضلع جھنگ میں کتنے تھانہ جات کس کس جگہ کام کر رہے ہیں اور تھانہ جات میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اس وقت کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ انکوائریاں ہو رہی ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ضلع جھنگ میں صرف ایک ہی تھانہ ہے جو کہ جھنگ ٹوبہ روڈ نزد چونگی کام کر رہا ہے۔ تھانہ ہذا میں تعینات ملازمین اور ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	عرصہ تعیناتی
اعجاز حسین مگسی	سرکل آفیسر/انسپکٹر	16	بی اے	21-06-2010 تا حال
صفدر علی	اے ایس آئی/ریڈر	9	میٹرک	09-09-2008 تا حال
محمد اسلم	کانسٹیبل/ریڈر ٹو DDI جھنگ	5	بی اے	17-12-2008 تا حال
نجم عباس	کانسٹیبل/محرر	5	بی اے	22-12-2008 تا حال
محمود ارشد	کانسٹیبل	5	ایف اے	22-12-2008 تا حال
کاشف عباس	کانسٹیبل	5	میٹرک	22-12-2008 تا حال
علی فراز	کانسٹیبل	5	ایف اے	17-12-2008 تا حال
آصف فرید	کانسٹیبل	5	بی اے	19-12-2008 تا حال
فیصل نواب	کانسٹیبل	5	بی اے	مئی 2009 تا حال
فیصل شہزاد	کانسٹیبل	5	ایف اے	10-02-2010 تا حال

(ب) اس وقت تھانہ انٹی کرپشن جھنگ کے کسی ملازم کے خلاف کوئی محکمانہ انکوائری / مقدمہ زیر کارروائی نہ ہے۔

پنجاب میں درج مقدمات کی تفصیلات

*7416: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن پنجاب میں سال2009 کے دوران درج ہونے والے کل مقدمات کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

(ب) سال مذکورہ کے دوران درج ہونے والے کل مقدمات میں سے کتنے مقدمات کی تفتیش مکمل ہو چکی ہے اور کتنے مقدمات زیر تفتیش ہیں، ضلع وار تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال2009 میں پنجاب کے تمام اضلاع میں انٹی کرپشن کے 42 تھانہ جات قائم تھے بشمول ایک ایک اضافی تھانہ ریجنل ہیڈ کوارٹرز اور ایک تھانہ پراونشل ہیڈ کوارٹر لاہور جن میں 2471 مقدمات درج رجسٹر ہوئے جن کی ضلع وار اور تھانہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ انٹی کرپشن پنجاب کے سال2009 میں 2471 مقدمات درج رجسٹر ہوئے جن میں 1826 مقدمات کی تفتیش مکمل ہو چکی ہے اور 645 مقدمات زیر تفتیش ہیں جن کی ضلع وار اور تھانہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع فیصل آباد، عملہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7421: چودھری ظہیر الدین خان: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں انٹی کرپشن کے عملہ کی کل تعداد کیا ہے؟

(ب) متذکرہ محکمہ کے عملہ کی تنخواہیں اور دیگر ماہانہ اخراجات کیا ہیں؟

(ج) مذکورہ محکمہ نے مئی2008 تاحال کتنے رشوت ستانی کے کیس رجسٹر کئے؟

(د) کتنے رجسٹرڈ کیسوں میں ملزموں کو سزا ہوئی، کتنے بری ہوئے کتنے کیس زیر التوا ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع فیصل آباد میں انٹی کرپشن کے عملہ کی کل تعداد 98 ہے۔

	منظور شدہ	موجودہ	خالی
گزیٹڈ	19	12	7
نان گزیٹڈ	79	72	7
میزان	98	84	14

(ب) محکمہ انٹی کرپشن کے عملہ کی تنخواہیں اور دیگر ماہانہ اخراجات اوسطاً مبلغ۔/1878000 روپے ہیں۔

(ج) محکمہ انٹی کرپشن نے جو مقدمات درج کئے سال وار اور ضلع وار تفصیل (مئی 2008 تاحال 31-08-2010) درج ذیل ہے:۔

فیصل آباد	تھانہ ACE ریجن	338
	تھانہ ACE سرکل	187
	تھانہ ACE ٹوبہ	67
	تھانہ ACE جھنگ	165
	تھانہ ACE چنیوٹ	4

(د) محکمہ انٹی کرپشن کے رجسٹر کیسوں کی سزا/بری اور زیر التوا کی تفصیل (مئی 2008 تاحال 31-08-2010) درج ذیل ہے:۔

		درج	چالان	سزا	بری	زیر التوا
فیصل آباد	تھانہ ACE ریجن	338	87	1	12	74
	تھانہ ACE سرکل	187	59	—	29	30
	تھانہ ACE ٹوبہ	67	21	—	15	6
	تھانہ ACE جھنگ	165	28	—	3	25
	تھانہ ACE چنیوٹ	4	—	—	—	—

گزٹیڈ و نان گزٹیڈ ملازمین کو یکساں وظائف دینے کا معاملہ

*7422: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہبود فنڈ کے پرانے ریٹس کے مطابق تمام وظائف بلا تفریق گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ ملازمین کے لئے تقریباً برابر تھے۔ جون 2000 میں دیئے گئے نئے ریٹس کے مطابق گزٹیڈ ملازمین کی گرانٹ میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا جبکہ نان گزٹیڈ ملازمین گرانٹ میں اضافہ نہیں کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہبود فنڈ کی کٹوتی جاری تنخواہ کے دو فیصد کے حساب سے ہوتی ہے جس میں زیادہ مدت ملازمت رکھنے والے نان گزٹیڈ سکیل 16-15 کے ملازمین کم سروس رکھنے والے گزٹیڈ گریڈ 17-16 کے ملازمین سے زیادہ کٹوتی کرواتے ہیں لیکن گرانٹ جو کہ سکیل کے مطابق دی گئی ہے، بہت کم وصول کرتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام یونیورسٹیوں / کالجوں میں تمام طالب علموں کے لئے فیس یکساں ہوتی ہے لیکن بہبود فنڈ میں گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ ملازمین کے بچوں کے وظائف میں زمین و آسمان کا فرق رکھا گیا ہے کیا حکومت بہبود فنڈ سے گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ ملازمین کے بچوں کو یکساں وظائف دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ گزٹیڈ ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر ایک جاری تنخواہ بطور الوداعی گرانٹ دی جاتی ہے جبکہ نان گزٹیڈ ملازمین کو کوئی الوداعی گرانٹ نہیں دی جاتی، وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ بہبود فنڈ کے پرانے ریٹس کے مطابق تمام وظائف بلا تفریق گزٹیڈ اور نان گزیٹڈ ملازمین کے لئے برابر تھے جنوری 2002 سے نئے ریٹس کے مطابق اضافہ کیا گیا کیونکہ یہ ریٹس کٹوتی کی وجہ سے وصول ہونے والی رقم کے لحاظ سے کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ تمام سرکاری ملازمین سکیل ایک تا 22 کی ایک ہی شرح 3 فیصد سے کٹوتی ہوتی ہے۔

(ج) بہبود فنڈ سے گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ ملازمین کے بچوں کو یکساں وظائف دینے کا ارادہ ہے لیکن چونکہ گزٹیڈ ملازمین کی کٹوتی زیادہ رقم کی ہے جبکہ نان گزٹیڈ ملازمین کی کٹوتی کم ہوتی ہے اس وجہ سے ان کو وظائف کی رقم بھی کم ملتی ہے۔

(د) گزٹیڈ ملازمین کو الوداعی گرانٹ سے ایک تنخواہ صرف اس لئے دی جاتی ہے کہ ان کی کٹوتی مد میں کافی رقم وصول ہوتی ہے جبکہ نان گزٹیڈ ملازمین کی کٹوتی کی مد میں رقم نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے ان کو الوداعی گرانٹ نہیں دی جاتی۔

کیبنٹ ونگ کو ٹی اے/ڈی اے کی مد میں رقم
کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*7796: شیخ علاؤالدین: کیاوزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 08-2007، 09-2008 اور 10-2009 میں کیبنٹ ونگ ایس اینڈ جی اے ڈی کو ٹی اے/ڈی اے کی مد میں کتنی رقم فراہم کی گئی اور کتنی رقم ٹی اے/ڈی اے کی مد میں ملازمین کو ادا کی گئی، تفصیل سال وار فراہم کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جو سٹاف منسٹر کے tours پر ساتھ جاتا ہے واپسی پر ٹی اے/ڈی اے کا کلیم ایس اینڈ جی اے ڈی میں تحریراً جمع کرواتے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا تمام سالوں میں منسٹرز سٹاف کے کسی ایک ملازم کو بھی کسی ایک جمع شدہ کلیم ٹی اے/ڈی اے کے عوض ادائیگی نہ کی گئی ہے؟

(د) مذکورہ عرصہ میں منسٹرز سٹاف کے کتنے ٹی اے/ڈی اے کیس سال وار جمع ہوئے اور کتنوں کو ادائیگی کی گئی ہے؟

(ہ) مذکورہ عرصہ کے ٹی اے/ڈی اے کلیم برائے منسٹرز سٹاف ادائیگی نہ کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں نیز یہ ادائیگیاں کب تک کر دی جائیں گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

مالی سال	فنڈز وصول	فنڈز خرچ
2007-08	8990000/-	8982463/-
2008-09	9985000/-	9919308/-
2009-10	9688600/-	7993970/-

(ب) جی ہاں۔

(ج) یہ درست نہ ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مالی سال 08-2007 میں 182 کلیم ادا کئے گئے۔ سال 09-2008 میں 62 کلیم اور سال 10-2009 میں 638 کلیم ادا کئے گئے ہیں۔

(د)

مالی سال	جمع شدہ کلیم	اداشدہ کلیم
2007-08	333	مالی سال06-2005کے461اور مالی سال08-2007کے 182کلیم کی ادائیگی مالی سال08-2007میں کی گئی۔
2008-09	256	مالی سال07-2006کے681اور مالی سال09-2008کے 62کلیم کی ادائیگی مالی سال09-2008میں کی گئی۔
2009-10	638	بروقت ادائیگی کی گئی۔

(ہ) بقایا345ٹی اے/ڈی اے کلیم (151کلیم برائے مالی سال08-2007اور194کلیم برائے مالی سال09-2008)فنڈز میں کمی کی وجہ سے بروقت ادائیگی نہ ہو سکی بقیہ کلیمز کی ادائیگیاں "Codal Formalities"پوری ہونے اور فنڈز موجود ہونے کی صورت میں کی جائے گی۔

پی جی ایس ایچ ایف کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8024:جناب اعجاز احمد کاہلوں:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن میں کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں اسامی وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ فاؤنڈیشن کے قیام سے آج تک اس کو کتنے فنڈز فراہم کئے گئے، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کتنے فنڈز ملازمین کی تنخواہوں/ٹی اے، ڈی اے/گاڑیوں کی مرمت و پٹرول پر خرچ ہوئے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن میں کل178ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی اسامی وار تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فاؤنڈیشن کے قیام سے آج تک اس کو جتنے فنڈز فراہم کئے گئے، ان کی سال وار تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فاؤنڈیشن ملازمین کی تنخواہوں/ٹی اے، ڈی اے/گاڑیوں کی مرمت و پٹرول پر جتنے فنڈز خرچ کئے گئےان کی تفصیل تتمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پی جی ایس ایچ ایف کے تحت ملازمین کو رہائش گاہیں فراہم کرنے کی تفصیلات

*8025: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے تحت کن کن اضلاع میں ریٹائرڈ ملازمین کو رہائش گاہیں فراہم کرنے کے لئے بنائی جارہی ہیں ؟

(ب) پنجاب کے کن کن اضلاع میں رہائش گاہیں فراہم کرنے کے لئے اراضی خرید لی گئی، اگر ہاں تو کتنی کتنی ؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکیم کے تحت ریٹائرڈ ملازمین کو حکومت رہائش گاہیں فوری فراہم نہیں کر سکتی کیا ان کی جتنی رقم کی کٹوتی کی گئی وہ واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کتنے فیصد منافع کے ساتھ واپس کرے گی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے تحت لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی اور ملتان میں ریٹائرڈ ملازمین کو رہائش گاہیں فراہم کرنے کے لئے کالونیاں بنائی جارہی ہیں۔ مستقبل میں بہاولپور، ڈیرہ غازی خان، ساہیوال، سیالکوٹ، سرگودھا اور گوجرانوالہ میں رہائش گاہیں تعمیر کرنے کے منصوبے ہیں۔

(ب) پنجاب کے جن اضلاع میں رہائش گاہیں فراہم کرنے کے لئے اراضی حاصل کی گئی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

لاہور	1242کنال
فیصل آباد	2999کنال
راولپنڈی	3307کنال
ملتان	2160کنال
بہاولپور	600کنال
ڈیرہ غازی خان	785کنال
ساہیوال	1000کنال
سیالکوٹ	1504کنال

(ج) تفصیلی جواب (د) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

PGSHF کے قیام سے اب تک ملازمین کی تنخواہوں کی کٹوتی کی رقم و دیگر تفصیلات

*8043: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے قیام سے اب تک ملازمین کی تنخواہوں سے کٹوتی کی کتنی رقم اکٹھی ہوئی ہے ؟

(ب) اس رقم سے کن کن مقامات پر ملازمین کے لئے رہائش گاہیں بنائی جارہی ہیں ؟

(ج) ان رہائش گاہوں پر اب تک کتنے اخراجات ہوئے ہیں ؟

(د) فاؤنڈیشن کے قیام سے اب تک کتنے ملازمین ریٹائر ہو چکے ہیں جو فاؤنڈیشن کے ممبر تھے ان میں کتنوں کو رہائش گاہوں کی الاٹمنٹس ہو چکی ہیں ؟

(ہ) جو ریٹائرڈ ملازمین رہائش گاہوں سے محروم ہیں ان کو کب تک الاٹمنٹس لیٹر دے دیئے جائیں گے ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے ممبران کی تنخواہوں سے ماہانہ کٹوتی مئی 2005 سے شروع کی گئی تھی جو جنوری 2011 تک مبلغ 4072240235 روپے ہو چکی ہے۔

(ب) اس رقم سے فی الوقت لاہور (موہلنوال)، فیصل آباد (ستیانہ روڈ)، راولپنڈی (اڈیالہ روڈ) اور ملتان (خانیوال روڈ) کے مقامات پر رہائشی کالونیاں بنائی جارہی ہیں۔

(ج) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن اپنی جاری ترقیاتی سکیموں پر آج تک مبلغ -/3959176392 روپے کے اخراجات کر چکی ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	رہائشی سکیم	خرچ کی گئی رقم
1	موہلنوال	-/2614462404 روپے
2	فیصل آباد	-/804808666 روپے
3	راولپنڈی	-/419556398 روپے
4	ملتان	-/120348924 روپے
	کل رقم	-/3959176392 روپے

(د) فاؤنڈیشن کے قیام سے اب تک 9953 ملازمین ریٹائر ہو چکے ہیں-5مرلہ کے 300، 7مرلہ کے 333، دس مرلہ کے 151 اور ایک کنال کے 100 گھر ریٹائرڈ ممبر ملازمین کو ان کی سنیارٹی کے مطابق کمپیوٹرائزڈ قرعہ اندازی کے ذریعے الاٹ کئے جا چکے ہیں۔

(ہ) فیصل آباد، راولپنڈی اور ملتان میں رہائشی کالونیوں کے ترقیاتی کام جاری ہیں جن کی تکمیل پر ریٹائرڈ ممبر ملازمین کو ان کی سنیارٹی لسٹ کے مطابق فوری طور پر گھر فراہم کر دیئے جائیں گے۔گھروں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	تفصیل	فیصل آباد سکیم	راولپنڈی سکیم	ملتان سکیم
1	5مرلہ	1293	760	507
2	7مرلہ	1080	602	694
3	10مرلہ	810	889	737
4	ایک کنال	249	521	541
	میزان	3432	2772	2479

پنجاب کے ملازمین کے تعلیمی سرٹیفکیٹ کی تصدیق کی تفصیلات

*8614: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب اپنے تمام ملازمین کے تعلیمی سرٹیفکیٹ اور ڈگریوں کی تصدیق کو ضروری سمجھتی ہے اور اس تجویز پر عمل کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر یہ کام پہلے ہی شروع ہو چکا ہے تو کب ہوا اور یہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں۔صوبائی سول ملازمین (تقرری و شرائط ملازمت) کے قواعد 1974 کی شق 21-A (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) کے مطابق سرکاری ملازمین کی تقرری کے وقت اس کے کوائف کی تصدیق کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔جہاں تک سرکاری ملازمین کی تعلیمی اسناد کی تصدیق کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں امیدوار خود متعلقہ بورڈ/یونیورسٹی میں اسناد کی تصدیق کی فیس جمع کرواتا ہے۔اور رسید متعلقہ محکمہ کو جمع کروادیتا ہے بعد میں متعلقہ محکمہ امیدوار کی تعلیمی اسناد/سرٹیفکیٹ متعلقہ بورڈ/یونیورسٹی کو تصدیق کے لئے ارسال کرتا ہے جو کہ خفیہ طور پر متعلقہ محکمہ کو موصول ہوتی ہیں۔

(ب) اس ضمن میں گزارش ہے کہ ملازمین کے تعلیمی سرٹیفکیٹ / ڈگریوں کی تصدیق کا یہ سلسلہ ہر بار نئی تقرری کے موقع پر دہرایا جاتا ہے اور یہ سلسلہ مکمل ہونے کے بعد ہی امیدوار کی تقرری کی جاتی ہے۔

پی پی ایس سی کا قیام و دیگر تفصیلات

*8913: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب پبلک سروس کمیشن کے اغراض و مقاصد کیا ہیں یہ کب کس کے حکم کے تحت قائم ہوا؟

(ب) اس ادارے کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(ج) اس کو سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنی آمدن ہوئی؟

(د) مذکورہ سالوں کے اخراجات سے بھی آگاہ کریں؟

(ہ) اس ادارے میں کتنے ریٹائرڈ ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام موجودہ، سابقہ عہدہ اور موجودہ پے پیکج کی تفصیل بتائیں؟

(و) ادارہ ہذا میں ممبر کی کتنی اسامیاں ہیں ان پر تقرری کون کرتا ہے اور ان پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(ز) کیا یہ درست ہے کہ پی پی ایس سی میں کام کرنے والے اکثر ممبرز کی تعیناتی سیاسی بنیادوں پر ہوئی ہے؟

(ح) کیا حکومت ان ممبرز کی جگہ میرٹ پر تعیناتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب پبلک سروس کمیشن 1978 کے پبلک سروس کمیشن آرڈیننس کے تحت قائم ہوا اس کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

(a) مندرجہ ذیل اسامیوں پر تعیناتیوں کے لئے امتحانات کروانا۔

(i) گورنمنٹ کی طرف سے مقرر کردہ ایسی صوبائی خدمات اور اسامیاں جن کا تعلق صوبائی معاملات سے ہو۔

(ii) گورنمنٹ کی طرف سے قائم کردہ کارپوریشنوں، تنظیموں یا دوسرے اداروں میں مقرر کردہ اسامیاں

(b) صوبائی ملازمین کے قواعد وضوابط کے متعلق گورنمنٹ کی طرف سے مقرر کردہ امور پر صوبائی حکومت کو مشورہ دینا۔

(c) ایسے دوسرے امور جو گورنمنٹ کی طرف سے تفویض کئے گئے ہوں۔

(ب) پنجاب پبلک سروس کمیشن کی آمدن کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔پنجاب پبلک سروس کمیشن حکومت پنجاب کے محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کا special institution ہے اور اس کو فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے ذریعے بجٹ فراہم کیا جاتا ہے۔

(ج) پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے مشتہر شدہ اسامیاں کے لئے امیدواران گورنمنٹ کی طرف سے مقرر کردہ امتحانی فیس بنک میں جمع کرواتے ہیں جو کہ براہ راست صوبائی خزانہ میں چلی جاتی ہے۔سال 10-2009 میں امیدواران کی طرف سے 67094610 روپے سرکاری خزانہ میں بطور امتحانی فیس جمع کروائے گئے اور 11-2010 کی پہلی سہ ماہی میں 18358100 روپے سرکاری خزانہ میں بطور امتحانی فیس امیدواران کی طرف سے جمع کروائے گئے۔

(د) سال 10-2009 میں 139636109 روپے جبکہ سال 11-2010 میں مارچ کے مہینے تک 105745002 روپے کے اخراجات ہوئے۔

(ہ) پنجاب پبلک سروس کمیشن میں چیئرمین اور ممبران کے علاوہ کوئی ریٹائرڈ ملازم کام نہیں کر رہا ہے جبکہ چیئرمین اور ممبران کی تعیناتی گورنر پنجاب طریقہ کار درج از پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس 1978 کرتے ہیں۔ان کی تنخواہ،الاؤنسز اور دوسری مراعات کا تعین پنجاب پبلک سروس کمیشن (Condition of Service) رولز کے شیڈول-I کے تحت کیا جاتا ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

Salary Allowances & Utilities

Sr No	Items	Chairman	Member
1	Salary	Rs.1,60,000/-P.M	Rs.1,30,000/-P.M
2	House Rent Allowance	Rs.70,000/-P.M	Rs.50,000/-P.M
3	Utilities	Rs.8.000/-P.M	Rs.6,500/-P.M
	Total	Rs.2,38,000/-P.M	Rs.1,86.500/-P.M

FACILITIES

Sr No	Items	Chairman	Member
1	One Chauffeur driven car maintained at the Govt. expense for official and private use.	1600 CC Capacity	1300cc Capacity
2	Petrol Limit	340 Liter P.M	270 Liter P.M
3	TA/DA	As Admissible to civil servants of highest grades	As Admissible to civil servants of highest grades
4	TA/DA on official duty abroad	As Admissible to civil servants in category-I	As Admissible to civil servants in category-I
5	Medical Facilities	Re-imbursement of Medical and Hospitalization charges for self , spouse & children for treatment received at Govt. or Govt. recognized institutions in Pakistan	

(و) پنجاب پبلک سروس کمیشن میں ممبران بشمول چیئرمین کی کل 16اسامیاں ہیں۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ممبران کی تعیناتی گورنر پنجاب طریق کار درج از پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس 1978کے مطابق کرتے ہیں پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس کے مطابق ممبر کے انتخاب کے لئے مندرجہ ذیل طریقہ کار وضع کیا گیاہے۔

(a) کمیشن کے کم از کم آدھے ممبران بنیادی سکیل نمبر21اور22کے ریٹائرڈ سرکاری افسر رہے ہوں۔مزید براں کوئی بھی حاضر سروس سرکاری افسر ممبر مقرر نہیں کیا جا سکتا۔

(b) کم از کم ایک ممبر مندرجہ ذیل شعبہ جات میں سے ہو گا۔

(i) اعلیٰ عدلیہ سے ریٹائرڈ جج

(ii) آرمڈ فورسز کے میجر جنرل یا اس کے مساوی عہدہ کے ریٹائرڈ افسر

(iii) خواتین اور پرائیویٹ سیکٹر میں سے صوبائی حکومت کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق تعلیم اور تجربہ کے حامل افراد

(ز) یہ درست نہ ہے کیونکہ مجاز اتھارٹی قانون کے مطابق ممبران کی تعیناتی کرتی ہے۔

(ح) حکومت پہلے ہی ممبران کی تعیناتی قانون کے مطابق اور میرٹ پر کرتی ہے۔

پی سی ایس افسران کی ترقی کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*8954:جناب محمد حفیظ اختر چودھری:کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت صوبہ پنجاب میں کل کتنے پی سی ایس افسران گریڈ20اور21 میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) پی سی ایس افسران کی ترقی کا طریق کار اور پروموشن بورڈ کا اجلاس کب ہوا اور کتنے افسران کی ترقی ہوئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبہ پنجاب میں پی سی ایس افسران دو گروپوں میں منقسم ہیں ایک گروپ ایگزیکٹو برانچ اور دوسرا سیکرٹریٹ سروس کہلاتا ہے۔ اس وقت صوبہ پنجاب میں ایگزیکٹو گروپ کے گریڈ21 میں03اور گریڈ20 میں 22افسران کام کر رہے ہیں جبکہ سیکرٹریٹ سروس کے گریڈ21 میں02اور گریڈ22 میں16افسران کام کر رہے ہیں۔

(ب) دونوں گروپوں کے افسران کی ترقی پی ایم ایس رولز کے مطابق کی جاتی ہے جس کی کاپی پرچہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ دونوں گروپوں کے پروموشن بورڈ کے اجلاس اور افسران کی ترقی کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

بورڈ کے اجلاس	ایگزیکٹو گروپ		سیکرٹریٹ گروپ	
	گریڈ21	گریڈ20	گریڈ21	گریڈ20
2002	01	--	--	01
2003	--	--	--	02
2004	--	--	--	01
2005	--	--	--	01
2006	--	01	--	02
2008	--	01	01	--
2009	--	07	--	03
2010	--	04	--	01
2011	02	09	01	15
کل تعداد	03	22	02	16

اسٹیٹ آفس سول سیکرٹریٹ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8959: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اسٹیٹ آفس ایس اینڈ جی اے ڈی سول سیکرٹریٹ لاہور کے آفس میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور اسی دفتر میں تاریخ تعیناتی اور تاریخ آغاز ملازمت بتائیں؟

(ب) ان میں سے کس کس ملازم کے خلاف کس کس بناء پر گزشتہ پانچ سال میں محکمانہ اور قانونی کارروائی ہوئی ہے یا جاری ہے نیز کس کس ملزم کو کیا کیا سزا دی گئی ہے؟

(ج) کیا تمام ملازمین کے پاس سرکاری رہائش گاہیں ہیں، اگر ہاں تو کس کس کالونی اور کس کس کیٹیگری کی ہیں؟

(د) کیا ان ملازمین کو قواعد کے مطابق گھر الاٹ ہوئے تھے یا قواعد میں ترمیم کرکے؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ آفس میں عرصہ تین سال سے زائد تعینات ملازمین کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اسٹیٹ آفس ایس اینڈ جی اے ڈی میں کام کرنے والے ملازمین کی تعداد 23 ہے۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اسٹیٹ آفس میں کام کرنے والے کسی سرکاری ملازم کے خلاف کسی قسم کی تادیبی کارروائی نہ کی گئی اور نہ ہی کسی کے خلاف تادیبی کارروائی کی جارہی ہے۔

(ج) نہیں۔ تاہم جن ملازمین کو رہائش الاٹ کی گئی ہے اس کی تفصیل تتمہ الف پر موجود ہے۔

(د) اسٹیٹ آفس میں کام کرنے والے ملازمین جن کو سرکاری رہائش دی گئی ہے چند کو وزیراعلیٰ کے صوابدیدی اختیارات کے تحت پالیسی میں نرمی کرکے اور بقیہ کو پالیسی کے مطابق گھر الاٹ کئے گئے ہیں۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) حکومت کو ٹرانسفر پالیسی کے مطابق ہر سرکاری ملازم کو مخصوص عرصہ تعیناتی کے بعد یا کسی بھی وقت تبدیل کرنے کا پورا اختیار ہے۔

لاہور۔ الفلاح بلڈنگ کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*9040: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) الفلاح بلڈنگ کب بنائی گئی تھی؟

(ب) اس میں کل کتنے کمرے/اپارٹمنٹس/ہالز ہیں؟

(ج) اس وقت الفلاح بلڈنگ کے کتنے کمرے/اپارٹمنٹس ہالز کرایہ/رینٹ/لیز پر دیئے گئے ہیں ان کا ماہانہ کرایہ/رینٹ/لیز کی رقم کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان سے ماہانہ کرایہ کس حساب سے لیا جاتا ہے؟

(ہ) جن افراد کو یہ دیئے گئے ہیں ان کے نام، پتا جات اور ماہانہ کتنی رقم ان سے ملتی ہے کون کون سے افراد ڈیفالٹرز ہیں؟

(و) اس وقت کس کس نے کرایہ/لیز کے خلاف عدالتوں سے رجوع کیا ہوا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) الفلاح بلڈنگ کا سنگ بنیاد 30- نومبر 1962 کو صدر پاکستان فیلڈ مارشل جناب محمد ایوب خان نے رکھا جبکہ اس کا افتتاح جناب ملک امیر محمد خان سابق گورنر مغربی پاکستان نے 1964 میں کیا۔

(ب) الفلاح بلڈنگ کی چھ منزلہ عمارت ہے اس کے گراونڈ فلور پر 53 دکانیں ہیں جبکہ باقی فلور پر کل 180 کمرے ہیں۔

(ج) الفلاح بلڈنگ کی دکانوں، کمروں کے کرایہ داروں اور ان کے کرایہ جات کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) الفلاح بلڈنگ کی دکانوں اور کمروں کے کرایہ کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) مطلوبہ تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے مزید برآں آٹھ کرایہ دار ڈیفالٹر ہیں ان کی تفصیل اور ان کے خلاف کی گئی قانونی اور ضروری کارروائی پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) اس وقت آٹھ کرایہ داروں نے کرایہ لیز کے خلاف عدالتوں سے رجوع کیا ہوا ہے تفصیل پرچم (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع سرگودھا- بینوولینٹ فنڈ سے امداد لینے کے لئے بھجوائی گئی درخواستوں کی تفصیلات

*9082: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2010 سے ضلع سرگودھا کے کتنے ملازمین نے بینوولینٹ فنڈ سے سکالر شپ، ماہانہ امداد، جہیز فنڈ اور تجہیز و تکفین چارجز کے لئے کہاں کہاں درخواستیں جمع کروائیں؟

(ب) آج تک کتنے ملازمین / درخواست دہندگان کو ادائیگی ہو چکی ہے اور کتنوں کو ابھی تک ادائیگی ہونا باقی ہے؟

(ج) ان کی درخواستیں کس کس آفس میں زیر کارروائی ہیں؟

(د) بنیوولینٹ فنڈز بورڈ الفلاح بلڈنگ میں کتنی درخواستیں ابھی pending ہیں ان پر کارروائی نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں نیز ان کو کب تک ادائیگی ہو گی؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یکم جنوری 2010 سے صوبائی بہبود فنڈز بورڈ واقع الفلاح بلڈنگ لاہور میں 3825 اور ضلعی حکومت سرگودھا کو 4204 ملازمین نے بہبود فنڈ سے سکالر شپ، ماہانہ امداد، جہیز فنڈ اور تجہیز و تکفین کے لئے جو درخواستیں جمع کروائیں ان کی گرانٹ وائز تفصیل حسب ذیل ہے۔

	بہبود فنڈ الفلاح بلڈنگ لاہور	بہبود فنڈ سرگودھا
ماہانہ امداد	40	248
شادی گرانٹ	226	821
تجہیز و تکفین گرانٹ	117	775
تعلیمی وظیفہ گرانٹ	3442	2360
کل	3825	4204

(ب) درج بالا درخواستوں میں سے جو درخواستیں مکمل تھیں ان کے فنڈز جاری کئے جا چکے ہیں جبکہ جو درخواستیں نامکمل ہیں ان کے مکمل ہونے پر ان کی ادائیگی کر دی جائے گی اس مقصد کے لئے DCO سرگودھا کو مبلغ 5,40,74,000 روپے مزید جاری کر دیئے گئے ہیں۔

(ج) نامکمل درخواستیں بہبود فنڈ بورڈ آفس الفلاح بلڈنگ لاہور اور دفتر بہبود فنڈ ضلعی حکومت سرگودھا میں زیر غور ہیں۔

(د) صوبائی بہبود فنڈ بورڈ الفلاح بلڈنگ لاہور میں ابھی کچھ درخواستیں مندرجہ ذیل وجوہ کی بناء پر pending ہیں۔

1۔ نامکمل درخواست فارم

2۔ مطلوبہ کاغذات کی عدم دستیابی مثلاً (نکاح نامہ، رزلٹ کارڈ، فوتیدگی سرٹیفکیٹ، شناختی کارڈ وغیرہ)

3۔ بہبود فنڈز کی کٹوتی نا ہونا یا کم ہونا

4۔ متعلقہ محکمہ کی عدم تصدیق وغیرہ

مندرجہ بالا خامیوں کے دور ہونے پر درخواست دہندگان کو چیک جاری کر دیئے جائیں گے۔

صوبہ میں بینوولینٹ فنڈ کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9083: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں بینوولینٹ فنڈ کے کتنے دفاتر کہاں کہاں ہیں؟

(ب) لاہور میں اس کے دفاتر کہاں کہاں ہیں؟

(ج) ان دفاتر میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) لاہور کے دفاتر کے سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے اخراجات سال وار بتائیں؟

(ہ) لاہور کے دفاتر میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں ان کے ان دو سالوں کے اخراجات بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبہ پنجاب میں بہبود فنڈ بورڈ کے کل 37 دفاتر ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(i) صوبائی بہبود فنڈ کا دفتر	1	(واقع الفلاح بلڈنگ لاہور)
(ii) ضلعی بہبود فنڈ کے دفاتر	36	(ہر ضلع میں ہر DCO کے ماتحت ایک)
کل تعداد	37	

(ب) لاہور میں یہ دفاتر الفلاح بلڈنگ اور DCO آفس میں واقع ہیں۔

(ج) دفتر بینوولینٹ فنڈ لاہور میں 39 ریگولر اور 14 ورک چارج ملازمین ہیں اور DCO آفس میں تین ملازم کام کر رہے ہیں۔

(د) دفتر ہذا کے سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

سال 09۔2008	-/9,773,870 روپے
سال 10۔2009	-/10,500,000 روپے

(ہ) دفتر ہذا میں 3 سرکاری گاڑیاں ہیں جن کی مرمت اور پٹرول کے اخراجات پر دو سالوں میں مبلغ۔/901,317 روپے صرف ہوئے۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کس بات کا شکریہ ادا کرتے ہیں؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں اس بات پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جتنی زیادتیاں بحیثیت اقلیتی ممبران اسمبلی سیکرٹریٹ نے ہمارے ساتھ کی ہیں، میں بیان نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: میرے سیکرٹریٹ نے کی ہیں؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! پہلے میری عرض سن لیں۔ اگر آپ مجھے پانچ منٹ دے سکتے ہیں تو میں بات کر لیتا ہوں ورنہ نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے تو آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دے دیا ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں نے موجودہ اجلاس کے شروع ہونے سے پہلے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی نشستوں میں اضافے کی قرارداد اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرائی تھی۔ میں سیکرٹری صاحب کے پاس دس مرتبہ گیا ہوں مگر انہوں نے بتایا کہ وہ قرعہ اندازی میں ہے۔ اس کے علاوہ میں لاء منسٹر صاحب کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے کہا کہ آپ solo flight نہ کریں بلکہ آپ (ن) لیگ اور (ق) لیگ کے ایک ایک اقلیتی ممبر کو ساتھ ملا لیں تو پھر ہم آپ کو قرارداد لانے کی اجازت دے دیں گے اور یہ بات آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر ہوئی تھی۔ آج صبح میں نے آپ کی موجودگی میں ایڈوائزری کمیٹی میں اس قرارداد کی بات کی تو مجھے یہ کہہ دیا گیا کہ یہ constitutional amendment ہے لہذا پنجاب اسمبلی یہ قرارداد پاس نہیں کر سکتی۔ اب میں اس بارے میں constitutional experts سے معلوم کروں گا کہ آیا پنجاب اسمبلی کی jurisdiction ہے کہ وہ آئینی اور قانونی طور پر وفاقی حکومت کو amendment کے حوالے سے سفارش کر سکے۔

جناب سپیکر! میرا مؤقف یہ تھا کہ 2002 سے پہلے قومی اسمبلی میں کل نشستیں 217 تھیں جن میں 207 جنرل نشستیں اور 10 اقلیتوں کی تھیں مگر 2002 کے بعد کل نشستیں 342 ہو گئیں جن میں جنرل نشستیں 272، خواتین کی 60 اور اقلیتوں کی 10 نشستیں ہیں۔ پنجاب اسمبلی میں 2002 سے پہلے کل نشستیں 248 تھیں جن میں جنرل نشستیں 240 اور اقلیتوں کی 8 نشستیں تھیں مگر 2002 کے بعد ایک آمر اور ڈکٹیٹر جرنیل نے پی سی او کے ذریعے اِن نشستوں میں اضافہ کیا۔ اب اس معزز ایوان کی کل نشستیں 371 ہیں جن میں سے جنرل نشستیں 297، خواتین کی نشستیں 66 اور

اقلیتوں کی وہی 8 نشستیں ہیں۔ ہمارا مؤقف یہ ہے کہ پچھلے تیس سال سے ستم ظریفی دیکھیں کہ 2002 میں سیٹوں میں اضافہ کرتے وقت پرویز مشرف نے پاکستان کی اقلیتوں کے ساتھ سیاسی ناانصافی کی تھی کہ 2002 میں جنرل نشستوں میں اضافہ ہوا، خواتین کی قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں نشستیں رکھی گئیں لیکن قومی اسمبلی میں اقلیتوں کی نشستیں 2002 سے پہلے بھی 10 تھیں اور بعد میں بھی 10 تھیں۔ اسی طرح پنجاب اسمبلی میں 371 ممبران کا ایوان بناتے ہوئے جنرل نشستوں میں اضافہ کیا گیا اور خواتین کی نشستیں رکھی گئیں مگر اقلیتوں کی نشستیں صرف اور صرف 8 ہی رکھی گئیں۔ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان اور اُن تمام اداروں سے پوچھتا ہوں کہ کیا اقلیتوں کی آبادی میں اضافہ نہیں ہوا اور کیا اس سے اقلیتیں اپنے آپ کو احساسِ محرومی کا شکار نہ سمجھیں؟ میں وفاقی حکومت کا شکر گزار ہوں کہ سینیٹ جو اقلیتوں کے لئے no go area بنا دیا گیا تھا جس میں آپ نے ٹیکنوکریٹس کی سیٹیں رکھیں، علمائے کرام کی سیٹیں رکھیں، خواتین کی سیٹیں رکھیں اور upper legislative House میں تمام طبقہ ہائے فکر کے لوگوں کی سیٹیں رکھیں لیکن اقلیتوں کے لئے سیٹیں نہ رکھی گئیں۔ آج میں شہید شہباز بھٹی، صدرِ پاکستان آصف علی زرداری صاحب اور وزیر اعظم گیلانی صاحب کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ سینیٹ جو اقلیتوں کے لئے no go area تھا، انہوں نے اقلیتوں کے لئے allow کیا۔ میری یہ گزارش ہے کہ میری اس قرارداد کو out of turn لایا جائے، اقلیتوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کا ازالہ کیا جائے اور آئندہ الیکشن میں اقلیتوں کی نشستوں میں دُگنا اضافہ کیا جائے۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اپوزیشن لیڈر بات کریں گے۔ اس کے بعد لاء منسٹر صاحب جواب دیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ابھی میں اپنے چیمبر میں بیٹھا تھا تو مجھے کہا گیا کہ اسمبلی کے باہر میڈیا کے پاس آپ کو ایک خاتون بلا رہی ہیں۔ جب میں وہاں گیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میں عائشہ احد ہوں اور ہمارے ساتھ پولیس نے جو ظلم و زیادتی کی ہے اُس پر ہمیں انصاف چاہئے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ان پر مہربانی کریں کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے اور ہائیکورٹ نے بھی اس کا notice لیا ہے۔ جنہوں نے انہیں مارا، تھانے میں رکھا اور ظلم کیا اُن کے خلاف حکومت پنجاب نے ابھی تک کسی قسم کا کوئی action نہیں لیا۔ ہم گھریلو مسئلے کی طرف نہیں جاتے لیکن ایک شہری ہونے کے ناتے ان کے ساتھ پولیس نے جو ظلم کیا ہے ہم اس کے لئے آواز اٹھاتے ہیں اور آپ سے گزارش کرتے

ہیں کہ آپ ایک کمیٹی تشکیل دیں جو ان کے ساتھ جا کر بات کرے کیونکہ وہ ابھی بھی باہر سیڑھیوں پر بیٹھی ہوئی ہیں۔آپ خود انہیں اپنے چیمبر میں بلا لیں یا کمیٹی تشکیل دے دیں جو اُن کے ساتھ جا کر بات کرے۔اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی کام نہ ہوا تو پھر ہم مجبوراً واک آؤٹ کریں گے۔اب فیصلہ آپ پر ہے کہ کمیٹی کے ذریعے اُن کی بات سنیں اور انہیں انصاف مہیا کرائیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! پہلے آپ پرویز رفیق صاحب کی بات کا جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ مجھے اچھی طرح سے یہ معلوم ہے کہ وہ خاتون آئی نہیں بلکہ اسے لایا گیا ہے اور جو لوگ اسے لے کر آئے ہیں، میں انہیں متنبّہ کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں اس حد تک نہیں گرنا چاہئے اور وہ اس حد تک نہ گریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے No, No کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

معزز ممبران: وہ پنجاب کی بیٹی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب اگر بات کی ہے تو میری بات بھی سنیں۔ وہ پنجاب کی بیٹی نہیں بلکہ وہ تو اپنے باپ کی بیٹی بھی نہیں ہے۔ تم اسے پنجاب کی بیٹی بنا رہے ہو مگر وہ تو اپنے باپ کی بیٹی بھی نہیں ہے۔اُس نے اپنے ماں باپ کی جائیداد جعلی طریقے سے اپنے نام کروائی تھی جس پر مقدمہ قائم ہوا۔ وہ تو اپنے باپ کی نہیں بنی۔اب اگر تم اُس کے باپ بننا چاہتے ہو تو بن جاؤ۔(قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کسی عورت کے بارے میں یہ الفاظ مناسب نہیں ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! انہیں ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ ہائیکورٹ میں گیا جس پر باقاعدہ چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ نے suo moto notice لیا۔ان کے اوپر تشدد ہوا یا نہیں ہوا، اُن کے خلاف مقدمہ غلط درج ہوا یا نہیں ہوا، انہیں حبس بے جا میں رکھا گیا یا نہ رکھا گیا، پولیس نے اُس کو torture کیا یا نہیں کیا، ان تینوں issues کے اوپر چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ نے notice لیتے ہوئے باقاعدہ سماعت کی اور اُس سماعت کے بعد انہوں نے درست سمجھتے ہوئے اُس پر ایک جوڈیشل فیصلہ کیا

جس کے اوپر لفظ بہ لفظ عمل ہو چکا ہے۔جب یہ معاملہ عدالت سے decide ہو چکا ہے تو اس پر further کسی کمیٹی کی ضرورت ہے نہ اسے probe کی ضرورت ہے کیونکہ کوئی بھی چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ سے upper رتبہ نہیں رکھتا۔اب اس پر سیاست ہو رہی ہے اگر یہ اس عورت پر سیاست کرنا چاہتے ہیں تو یہ ان کی مرضی ہے یہ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"عورتوں کا احترام کرنا سیکھیں، یہ غلط کہہ رہے ہیں" کی نعرہ بازی)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"چور مچائے شور، چوڑا کو مشرف کے ساتھی" کی نعرہ بازی)
(شور و غل)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر اس حوالے سے کمیٹی نہیں بنانی تو ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کر گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کتنی شرم کی بات ہے کہ عافیہ صدیقی کے مسئلہ پر تو انہیں بائیکاٹ کرنا نصیب نہیں ہوا اور ایک criminal background والی عورت پر اپوزیشن واک آؤٹ کر رہی ہے جو کہ بڑے ہی افسوس اور شرم کی بات ہے جس پر انہیں ڈوب مرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! جب معاملہ عدالت میں زیر التوا ہو، عدالت کا فیصلہ بھی آ چکا ہو آپ اس کی اپیل بھی کر سکتے ہیں اس لئے ایسا نہ کریں اور تشریف رکھیں۔ واک آؤٹ نہ کریں کیونکہ سب کی عزت ایک جیسی ہے۔

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا نہ ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اور آج کے اجلاس کا وقت بھی مکمل ہونے والا ہے اس لئے اب اجلاس بروز سوموار 2۔جنوری2012 کو سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔